فون نمبر: ۵۴۳۰۶

جلد ۳۸ — جمعۃ المبارک — ۱۱ جمادی الثانیہ ۱۴۰۶ھ — ۲۱ فروری ۱۹۸۶ء — شمارہ ۸

مندرجات

بدل اشتراک: سالانہ ۵۰ روپے
فی پرچہ ڈیڑھ روپیہ
ممالک غیر سے ۲۰ پونڈ

علیم ناصری

خواجہ عبدالمنّان رازؔ کاشمیری کا انتقال پُر ملال

یہ خبر لکھتے ہوئے قلم کانپتا ہے کہ میرے محترم دوست، توحید و سُنّت کے پرستار، صاحبِ قلم، نغز گو شاعر اور شائستہ مزاج معلّم جناب خواجہ عبدالمنان رازؔ کاشمیری ۹ فروری ۱۹۸۶ء بروز اتوار وفات پا گئے۔ انا للّٰہ و انا الیہ راجعون۔

خواجہ صاحب مرحوم مسلکاً اہلِ حدیث خاندان کے ایک روشن چراغ تھے۔ توحید و سُنّت سے بے پناہ محبّت رکھتے تھے۔ حضرت مولانا محمد عطاء اللہ حنیف مدظلہ العالی کے ساتھ ان کی اور ان کے خاندان کی محبّت و عقیدت بہت گہری اور بہت دیرینہ تھی۔ مولانا محمد سلیمان انصاری کے ساتھ پُرانا قلبی رابطہ اُس وقت سے تھا جب انصاری صاحب (۵۳-۱۹۵۲ء میں) گوجرانوالہ میں نئے نئے خطیب مقرر ہوئے ہوئے تھے۔ خواجہ کے بہنوئی مرحوم عبدالغفار اثر انصاری صاحب کے ہمدم و ہم قدم رہتے تھے اور خواجہ رازؔ صاحب اور ان کے چھوٹے بھائی خواجہ عطاء الرحمٰن اختر صاحب مرحوم اسی واسطے سے انصاری صاحب کے ساتھ قلبی لگاؤ رکھتے تھے۔ حافظ صلاح الدین یوسف صاحب سے بھی غایت شفقت و محبّت رکھتے تھے۔ ان کی تحریریں بڑے ذوق و شوق سے پڑھتے اور اصرار کرکے ان سے ان کی مطبوعہ کتاب لیتے "خلافت و ملوکیت تاریخی و شرعی حیثیت" کے دوسرے ایڈیشن کے بڑی بے چینی سے منتظر تھے، اور ہر وقت پُوچھتے رہتے تھے۔ حافظ صاحب کی تازہ کتاب "تحریک جہاد اور اہلحدیث و احناف" سے بڑے محظوظ اور خوش ہوئے۔ راقم الحروف سے خواجہ صاحب کی دوستی شعر و سخن کے واسطے اتنی گہری تھی جس کا میں اندازہ نہیں کر سکتا۔ گورنمنٹ کمیونٹی ہائی سکول مزنگ لاہور میں سکول ٹیچر کی حیثیت سے فرائض انجام دیتے تھے اور ہر روز گوجرانوالہ سے ڈیوٹی پر حاضر ہوتے تھے۔ سکول سے واپسی پر ہفتے میں ایک دو مرتبہ دفتر الاعتصام میں تشریف لاتے۔ اور ایک دو گھنٹے ان کی صحبت پُر لطف رہتی۔ وہ آتے جاتے اکثر شعر گوئی میں مصروف رہتے اور جو غزل یا نعت زیرِ قلم ہوتی اس کے ایک ایک شعر پر راقم الحروف سے مشورہ کرتے۔ نعت میں میرے مشورے پر اعتماد بھی کرتے اور عمل بھی۔ وہ جانتے تھے کہ اس میدان میں تنہا سفر خطرے سے خالی نہیں۔ ان کی نعت نہایت جچی تلی ہوتی جس میں رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کے پہلوؤں کے ساتھ ساتھ محبت و عقیدت کے جذبات کا رنگ بھی خوب دل پذیر ہوتا۔ اللہ تعالیٰ ان کی اس محبّت کے جذبات کو قبول فرمائے۔ جب ان کے بھائی خواجہ عطاء الرحمٰن اختر کا انتقال (۸-اکتوبر ۱۹۸۵ء کو) ہوا تو میں تعزیت کے لئے حاضر ہوا۔ اس سے پہلے ان کی والدہ محترمہ کا انتقال ہو چکا تھا۔ بھائی کا صدمہ شدت سے محسوس کیا جس پر وہ بُجھے بُجھے سے نظر آئے۔ میں نے تعزیت بھی کی اور حوصلہ بھی بڑھایا مگر وہ فرمانے لگے میرے علاوہ خاندان میں کوئی بزرگ باقی نہیں رہا۔ مجھے اپنے اور بھائی کے بچوں کے مستقبل کی فکر لاحق ہو گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ مجھے اس ذمہ داری سے عہدہ برآ ہونے کی توفیق عطا فرمائے ــــــ پندرہ یا سولہ جنوری ۱۹۸۶ء کو دفتر الاعتصام آئے اور فرمانے لگے کہ آپ ایک جمعہ کا دن رات میرے ہاں گوجرانوالہ میں گزاریئے اور میرے ساتھ میرے نعتیہ مجموعہ کلام پر نظرِ ثانی کیجئے تاکہ اشاعت سے پہلے مجھے اطمینان ہو جائے کہ کہیں صحیح عقیدے سے انحراف نہیں ہوا اور کوئی فنی سقم بھی باقی نہیں رہا۔ میں نے وعدہ کیا مگر آنے والے ایک دو جمعوں کے لئے معذرت چاہی۔ البتہ جنوری کے آخری یا فروری کے پہلے جمعہ کا پروگرام میرے ذہن میں تھا وہ اگلی مرتبہ ملنے کا وعدہ کرکے چلے گئے۔ پچیس یا چھبیس جنوری کو الاعتصام کے دفتر

(باقی صفحہ ۶ پر)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فون دفتر الاعتصام
۵۴۴۰۶
جلد — ۳۸
شمارہ — ۸

مولانا محمد عطاء اللہ حنیف (رہائش)
فون — ۶۲۴۴۰۶
۱۱ جمادی الثانیہ ۱۴۰۶ھ
۲۱ - فروری ۱۹۸۶ء

ع - ن

"کنونشن مسلم لیگ" کا "مسلم لیگ کنونشن"

۸ر فروری ۸۶ء کو لاہور میں کارکنانِ مسلم لیگ کا کنونشن منعقد ہوا۔ یہ کنونشن مسلم لیگ کی تنظیم نو اور کارکنان کی تربیت جدید کے لئے منعقد کیا گیا تھا۔ چونکہ مارشل لاء کے بعد ملک پر حکومت کرنے کے لئے کسی سیاسی جماعت کا ٹھپہ ضرور ہونا چاہیئے کیونکہ جمہوریت کا یہی تقاضا ہوتا ہے لہٰذا انتخابات میں "غیر جماعتی" منتخب شدہ ممبران کو کسی نہ کسی سیاسی جماعت کے جھنڈے کے نیچے ہونا چاہیئے۔ اس لئے چونکہ وزیر اعظم اور ان کے بیشتر ساتھی پہلے مسلم لیگ سے تعلق رکھتے تھے۔ اس لئے مسلم لیگ ہی کو زندہ کرنا ضروری خیال کیا گیا — اور اسی کے سر پر تاج رکھا جانا لازمی ٹھہرا ——— کاروبارِ مملکت کا یہ پرانا طریقہ ہے جس کو جدید رنگ میں اپنایا گیا ہے۔ یعنی بادشاہوں کے دور میں جب کبھی بغاوت ہوتی اور بادشاہ اور اس کے حواری قتل ہو جاتے تو کامران باغی اُسی بادشاہ کے کسی نابالغ شہزادے کو کہیں نہ کہیں سے تلاش کر کے تخت نشین کر دیتے اور خود اس کے سرپرست بن کر حکومت سنبھال لیتے۔ کچھ اسی قسم کا معاملہ اس وقت مرحومہ مسلم لیگ کے ساتھ پیش آیا ہے —

صدر ایوبؒ مرحوم نے بھی جب مارشل لاء اٹھایا تھا تو مسلم لیگ ہی کو "عجائب گھر" سے نکال کر ایک جشن منایا تھا اور کنونشن (اجتماع) منعقد کر کے اس جماعت کا نام ہی "کنونشن مسلم لیگ" رکھا تھا اور اسی نام سے حکومت کا سیاسی (سول) کاروبار شروع کیا تھا ——— اِس وقت بھی مارشل لاء اٹھاتے ہی گم شدہ مسلم لیگ کو تلاش کر کے کنونشن منعقد کیا گیا ہے۔ لہٰذا یہ بھی اُسی قسم کی کنونشن مسلم لیگ ہے جس نے پھر محلّات سے اُتر کر کنونشن کا سلسلہ شروع کیا ہے۔ ایوبؒ مرحوم کی کنونشن مسلم لیگ کے مقابلے میں حکومت سے باہر مسلم لیگی حضرات نے اپنی جماعت کا نام "کونسل مسلم لیگ" رکھا تھا۔ اب دیکھئے یہاں بھی کوئی کونسل مسلم لیگ بنتی ہے یا نہیں۔

متذکرہ لاہور کنونشن میں پرانے اور نئے مسلم لیگی خاصی تعداد میں اکٹھے ہوئے تھے۔ اور زعمائے لیگ نے یہ بار بار اعلان کیا تھا کہ ملک کے تمام مسلم لیگی اب متحد ہو کر اس جماعت کو فعّال بنائیں گے اور ملک و ملت کی فلاح و بہبود کے ساتھ ساتھ یہاں "اسلامی جمہوری نظام" قائم کریں گے۔ ان کے تمام دیگر وعدوں

سے قطع نظر ہمیں اس "اسلامی جمہوری نظام" کے سلسلے میں عرض کرنا ہے اور وہ یہ ہے کہ اسلامی نظام فقط اور فقط اسلامی نظام ہوتا ہے۔ اس کے ساتھ کسی جمہوری، کسی سوشلسٹ یا کسی سیکولر سابقے یا لاحقے کی ضرورت نہیں ہوتی۔ یہ اپنی معنویت، اپنے عملی دائرے اور اپنے سیاق و سباق میں خود کفیل ہوتا ہے۔ یہ زندگی کے تمام پہلوؤں پر حاوی ہوتا ہے۔ تمام معاشی، معاشرتی، عمرانی، سیاسی اور سماجی وغیرہ تمام عوامل اس کے تحت کارپرداز ہوتے ہیں۔ اس کو کسی بیرونی نظام کی بیساکھیوں کی ضرورت نہیں رہتی۔ نہ یہ علوم و فنون کی ترقی میں رکاوٹ ہے نہ سائنسی ٹیکنالوجی کا دشمن ہے۔

اس لئے دورِ حاضر کی فرنگی مدنیت اور مغربی جمہوریت سے متاثر بلکہ مرعوب ہو کر جو اسلامی ممالک اپنے آپ کو "اسلامی جمہوری نظام" یا "اسلامی سوشلسٹ نظام" یا "اسلامی سیکولر نظام" کی خود ساختہ اصطلاحوں کا ڈول ڈال رہے ہیں، واضح طور پر یہ ثابت کر رہے ہیں کہ ان کو "اسلامی نظام" سے یا تو واقفیت نہیں اور یا وہ اسلام سے مخلص نہیں، صرف اپنے مسلمان عوام کو دھوکے میں رکھ کر فرنگی مفادات کی خدمات انجام دے رہے ہیں۔

اس وقت پاکستان کے اربابِ اقتدار عجیب صورتِ حال سے دوچار ہیں۔ ہمارے صدرِ مملکت محترم جنرل ضیاء الحق اپنے دورِ مارشل لاء میں تو اسلام کے نفاذ کی رٹ لگاتے رہے مگر مارشل لاء ہٹا کر ملک کو جمہوریت کے حوالے کر دیا۔ اور اب خود ہی کہہ رہے ہیں کہ نئے منتخب نمایندے اسلام کے نفاذ میں کوئی دلچسپی نہیں رکھتے بلکہ ایوان سے اکثر غیر حاضر رہتے ہیں۔ مگر وزیر اعظم جناب محمد خان جونیجو "اسلامی جمہوری نظام" کا اعلان کرتے پھر رہے ہیں۔ ان متضاد بیانوں سے واضح ہوتا ہے کہ صدارت و وزارت اس وقت ذہنی بلکہ عملی کشمکش میں مبتلا ہیں ـــــ گویا صدرِ گرامی خود اسلام کے نفاذ کے خواہاں ہیں مگر دوسروں کے ہاتھ سے، اور وزیرِ اعظم جمہوریت کے نفاذ میں کوشاں ہیں۔ مگر اسلام کی سیڑھی پر پاؤں رکھ کر ـــــ اور بس!!

ہم صدرِ گرامی سے تو بزبانِ غالب یوں کہہ سکتے ہیں ؎

کیا کیا خضر نے سکندر سے
اب کسے رہنما کرے کوئی

اور وزیر اعظم صاحب سے بزبانِ میر یوں عرض پرداز ہیں ؎

میر کیا سادہ ہیں بیمار ہوئے جس کے سبب
اسی عطار کے لونڈے سے دوا لیتے ہیں

پاکستان میں اقتدار کا معاملہ اس لئے دگرگوں رہا ہے کہ اس کی کرسی "گھومنے والی کرسی" ہے (REVOLVING CHAIR) جس کا رُخ ہمیشہ بدلتا رہتا ہے۔ وہ کبھی واشنگٹن کی طرف رُخ کرتی ہے، کبھی لندن کی طرف، کبھی ماسکو کی طرف اور کبھی پیکنگ کی طرف ـــــ یہ اپنی جگہ لاکھ "مضبوط" سہی مگر اس میں یکسوئی نہیں، استقلال نہیں ـــــ اس کی وجہ یہ ہے کہ اس کا رُخ کعبے کی طرف نہیں۔ اللہ تعالے کے حکم کے مطابق ضرورت ہے کہ اس کا رُخ مستقل طور پر "مسجد حرام" کی طرف کر دیا جائے۔ بمصداقِ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ (اپنا چہرہ مسجد الحرام کی طرف پھیر لیجئے) کیونکہ یہی ہمارا ملجا و ماویٰ ہے۔

ہم ان دونوں زعمائے گرامی سے گزارش کرتے ہیں کہ وہ اپنے مخمصوں سے باہر نکلیں اور اسلام کے اصل نظام کو کتاب اللہ و سُنّتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آئینہ خانے میں تلاش کریں۔ جس سے ان کی آنکھیں یقیناً روشن ہوں گی اور صراطِ مستقیم صاف نظر آئے گا۔ سوشلزم اور سیکولرازم کے حق میں اُٹھنے والی آوازیں بھی اسی طرح بند ہوں گی اور معاشرہ بھی اسلامی خطوط پر اسی طرح استوار ہوگا۔ بصورتِ دیگر ملّتِ پاکستانیہ بنی اسرائیل کی طرح "وادیٔ تیہ" میں سرگرداں رہے گی۔

أعاذنا الله من هذه البليات

التفسیر و التعبیر
ص ۲

مولانا عزیز زبیدی، نیا کروال، لاہور

تفسیر سورۃ البقرۃ

فَتَلَقّٰۤی اٰدَمُ مِنْ رَّبِّهٖ كَلِمٰتٍ[۲] فَتَابَ عَلَیْهِ ؕ اِنَّهٗ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ ۝ قُلْنَا اهْبِطُوْا مِنْهَا جَمِیْعًا ۚ فَاِمَّا یَاْتِیَنَّكُمْ مِّنِّیْ هُدًی[۳] فَمَنْ تَبِعَ هُدَایَ فَلَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ ۝

"پھر آدم نے اپنے رب سے (معذرت کے چند) بول سیکھ لئے تو اللہ نے ان کی توبہ قبول فرمائی۔ بے شک وہ بڑا ہی معذرت قبول کرنے والا مہربان ہے (جب) ہم نے حکم دیا کہ یہاں سے سب (کے سب) اُتر جاؤ تو (یہ نصیحت کر دی) جب میری طرف سے ہدایت پہنچے تو (اس کی پیروی کرنا) جو میری ہدایت کی پیروی کریں گے ان کو (آخرت) میں کوئی خوف ہوگا نہ وہ غمگین ہوں گے۔"

[۱] فَتَلَقّٰی: سیکھ لئے: یعنی اپنی معذرت پیش کرنے کے لئے اس کو اپنے رب کی طرف سے چند کلمے بولنے کی توفیق نصیب ہوئی۔ کہ ان الفاظ کے ساتھ رب کے حضور درخواست کرتے ہی درِ اجابت کھل گیا، آواز آئی، آپ کی توبہ قبول،

یہ پیمانے اللہ کے پاس ہیں۔ اور وہی قلب و نگاہ کے پیچ و تاب اور کیفیتوں سے آگاہ ہے۔ جو جس کے قابل ہوتا ہے اللہ تعالیٰ وہی اس سے معاملہ کرتا ہے۔ انبیاء سے جو لغزش ہوتی ہے، اُس کا محرک نبی کی اپنی ذات نہیں ہوتی بلکہ خداجوئی اور اس کی رضا کے حصول کا جذبہ ہوتا ہے اور بات یوں ہوتی ہے کہ رب کو راضی کرنے کا جب عزم کر لیا تو آواز آئی، اوہوں، اُدھر نہیں اِدھر آؤ! — بس انبیاء کی لغزش اور سہو کا حاصل اتنا ہوتا ہے۔ اور یہ وہ ادا ہے جس پر ہزاروں ریاضتیں قربان چنانچہ حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا یہ وجد آفریں قول نقل کیا ہے کہ: کاش! میں محمد کا گناہ ہوتا۔ (او کما قال) — اس کا محرک اس کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے کہ جو اوپر کی سطور میں عرض کیا گیا ہے — اس پس منظر کے مطالعے کے بعد اُن دُور از کار بحثوں کے مطالعے کی ضرورت نہیں رہتی جو انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسّلام کی عصمت عن الخطا (صغیرہ و کبیرہ) کے سلسلے میں کی گئی ہیں۔

[۲] كَلِمٰتٍ: چند کلمے: بول، وہ کیا تھے۔ لوگوں نے اس سلسلے میں بہت سی حکایتیں گھڑ رکھی ہیں۔ لیکن قرآن مجید میں ہے کہ انہوں نے یہ دعا مانگی تھی۔

رَبَّنَا ظَلَمْنَاۤ اَنْفُسَنَا ٚ وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ (اعراف ع ۲)

"اے ہمارے پالنے والے! ہم نے اپنی جانوں کے ساتھ آپ بے انصافی کی (یہ جان بھی تیری عطا تھی اب) اگر تو نے ہمیں معاف نہ کیا اور رحم نہ فرمایا تو ہم خسارا پانے والوں میں سے ہو جائیں گے۔"

[۳] هُدًی: ہدایت: سورۂ اعراف میں یوں آیا ہے۔

قَالَ فِیْهَا تَحْیَوْنَ وَفِیْهَا تَمُوْتُوْنَ وَمِنْهَا تُخْرَجُوْنَ ۝ (الاعراف۔ ع ۲) "اسی میں زندگی گذارو گے اور وہاں ہی مرو گے اور وہاں ہی سے نہیں نکال کھڑا کیا جائے گا۔"

سورہ طٰہٰ ع میں ہے۔ فَمَنِ اتَّبَعَ هُدَایَ فَلَا یَضِلُّ وَلَا یَشْقٰی۔ "تو جو میری ہدایت کی پیروی کرے گا، تو وہ نہ بھٹکے گا نہ بدنصیب ہوگا۔"

سورۂ اعراف میں "هُدَایَ" کے بجائے "رُسُلٌ" آیا ہے۔

اِمَّا یَاْتِیَنَّكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ یَقُصُّوْنَ

عَلَیْکُمْ اٰیٰتِیْ فَمَنِ اتَّقٰی وَاَصْلَحَ فَلَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ (پ ۔ اعراف ۴)

"جب تمہارے پاس تم ہی سے (اللہ کے) رسول آئیں۔ (تو) وہ میری جو آیتیں تم کو سنائیں، پھر جس نے پرہیزگاری کی اور اصلاح (حال) کی کوشش کی تو نہ ان کو کوئی خوف ہوگا۔ اور نہ وہ غمگین ہوں گے"

یہ باتیں ابتدائے آفرینش سے تعلق رکھتی ہیں۔ کیونکہ اب انبیاء کا سلسلہ شروع ہونے والا تھا۔ اس لئے حکم ہوا کہ جب وہ آئیں تو ان کا اتباع کرنا، اس کے یہ معنے نہیں کہ جب نہ آئیں، تو ضرور ہی پیدا کر کے خود ہی اس سلسلے کو جاری رکھنا۔

وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِکْرِیْ فَاِنَّ لَہٗ مَعِیْشَۃً ضَنْکًا وَّنَحْشُرُہٗ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ اَعْمٰی (طٰہٰ ع)

"اور جس نے میری کتاب سے اعراض کیا (منہ موڑا) تو اس کے لئے زندگی تنگ (رہے گی) اور قیامت میں ہم اس کو اندھا اٹھائیں گے۔"

۲ے فَلَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ : سو ان کے لیے خوف نہیں ہوگا: خوف کا تعلق مستقبل سے ہے۔ اور حزن کا ماضی سے۔ یعنی ان کو مستقبل کے سلسلے میں کوئی غم اور فکر لاحق ہو گی اور نہ ہی ناکام ماضی کی یاد ان کو ستائے گی۔ اور نہ مستقبل ہی کی فکروں کے شکار بنیں گے۔

یہ دولت دراصل ان کے حصے میں آئے گی جن کے ماضی میں دینِ حق کو کوئی شکایت نہ ہوگی اور حال کتاب و سنت کا حامل ہوگا۔ جہاں مجموعی لحاظ سے زندگی کا یہ بے داغ مرقع موجود ہو گا مستقبل کیوں داغدار ہو؟۔

بقیہ: راز کاشمیری کا انتقال

تشریف لائے۔ ان کے ساتھ عزیزی طاہر سلیم تھے۔ انہی کے کام کے سلسلے میں ایک مصروفیت تھی۔ لہٰذا گوجرانوالہ کا پروگرام طے نہیں کیا۔ اس کے بعد میں منتظر ہی رہا۔ ۱۱ فروری کو طاہر سلیم آئے ان سے راز صاحب کی غیر حاضری کا پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ سکول والے کہتے ہیں وہ بیمار ہیں اور کسی ہسپتال میں داخل ہیں۔ مجھے پریشانی سی لاحق ہوئی۔ ہسپتال کا پتہ چلانے کا سوچا مگر لاہور میں کوئی بتانے والا سمجھ میں نہ آیا۔ گوجرانوالہ میں ان کے گھر ٹیلیفون کیا۔ ان کے بیٹے رضی الرحمٰن نے جب بتایا کہ وہ پرسوں (اتوار کو) وفات پا گئے تو کلیجہ دھک سے رہ گیا ــــ آہ ــــ میرا دوست مجھے بلاتا بلاتا خود اس سفر پہ روانہ ہو گیا جس سے واپسی کبھی نہ ہوگی ــــ اب وہ کبھی مجھے اپنے شعر سنانے نہ آئے گا ــــ افسوس ہے

حیف در چشم زدن صحبت یار آخر شد
روئے گل سیر ندیدم و بہار آخر شد

اللّٰھم اغفر لہ مغفرۃ واسعۃ وارحمہ وعافہ واعف عنہ

مولانا عبدالغفار حسن رحمانی عمرپوری حفظہ اللہ فیصل آباد

خطبۂ نکاح کی تشریح

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَسَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَنَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ۔

"ہر قسم کی حمد و ثناء اللہ کے لئے خاص ہے ہم اس کی تعریف کرتے ہیں، اس سے مدد چاہتے ہیں، اس سے مغفرت طلب کرتے ہیں اور ہم اللہ تعالیٰ کے سہارے اپنے نفس کی شرارتوں اور برے اعمال سے پناہ مانگتے ہیں، جسے اللہ راہ دکھائے اُسے کوئی گمراہ نہیں کرسکتا اور جس پر اللہ تعالیٰ ہدایت کے دروازے بند کردے اُسے کون راہ دکھا سکتا ہے۔ مگر گواہی دیتا ہوں کہ نہیں کوئی الہ مگر اللہ اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں"۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ حَقَّ تُقٰتِہٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ (آل عمران) "اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو جیسا کہ اس سے ڈرنے کا حق ہے اور تمہاری موت نہ ہو، مگر اسلام کی حالت میں"۔

یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّکُمُ الَّذِیْ خَلَقَکُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَۃٍ وَّخَلَقَ مِنْھَا زَوْجَھَا وَبَثَّ مِنْھُمَا رِجَالًا کَثِیْرًا وَّنِسَآءً وَاتَّقُوا اللّٰہَ الَّذِیْ تَسَآءَلُوْنَ بِہٖ وَالْاَرْحَامَ اِنَّ اللّٰہَ کَانَ عَلَیْکُمْ رَقِیْبًا ۝ (النساء)

"اے لوگو! اپنے رب سے ڈرو جس نے تم کو ایک جان سے پیدا کیا اور اس سے اس کا جوڑا بنایا اور ان دونوں سے بہت سے مرد اور عورت (دنیا میں) پھیلا دیئے، اللہ سے ڈرو جس کے ذریعے تم آپس میں ایک دوسرے سے سوال کرتے ہو اور قرابتوں کا خیال رکھو، بے شک اللہ تعالیٰ تم پر نگران اور خبردار ہے"۔

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِیْدًا یُّصْلِحْ لَکُمْ اَعْمَالَکُمْ وَیَغْفِرْ لَکُمْ ذُنُوْبَکُمْ وَمَنْ یُّطِعِ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِیْمًا ۝ (سورۂ احزاب)

"مسلمانو! اللہ سے ڈرو اور سیدھی بات کہو اگر ایسا کروگے تو اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال کی اصلاح فرمائے گا اور تمہارے گناہوں کو بخش دے گا جس نے اللہ اور اس کے رسول کا کہا مانا۔ بلاشبہ اس نے بڑی کامیابی حاصل کی"۔

تشریح:۔ ان آیات میں پانچ اہم بنیادوں کی طرف توجہ دلائی گئی ہے۔ جن پر اسلامی معاشرہ قائم ہوتا ہے

۱۔ تقویٰ یعنی تعلق باللہ اور آخرت کی بازپرس کے خوف سے دل میں ایسی کیفیت کا پیدا ہوجانا جس کی وجہ سے بدی سے شدید نفرت اور نیکی کے لئے انتہائی لگن اور تڑپ پیدا ہوجائے۔ دراصل یہی تقویٰ مرد و عورت دونوں کو انصاف دیانت اور حسن سلوک پر ابھارتا ہے اور ظلم خیانت اور بدسلوکی سے باز رکھتا ہے۔

عام طور پر صرف ظاہری نقش و نگار کی اصلاح و آرائش کو تقویٰ سمجھا جاتا ہے۔ حالانکہ اصل تقویٰ اور دین داری یہ ہے کہ ایک مسلمان کے اخلاق، معاملات اور گھریلو زندگی کے شب و روز

دین کے سانچے میں ڈھل جائیں۔

خرشہ بن حر سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ حضرت عمرؓ کی مجلس میں ایک آدمی نے کسی معاملہ میں گواہی دی۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا۔ "میں تمہیں نہیں پہچانتا۔ کسی ایسے شخص کو لاؤ جو تمہارا تعارف کرا سکے۔ مجلس میں سے ایک شخص نے کہا" میں اسے پہچانتا ہوں۔"

حضرت عمرؓ نے سوال کیا" تم اس کو کس طرح پہچانتے ہو؟"

اُس نے جواب دیا" یہ بہت ہی ثقہ اور صاحب فضل و کمال ہے"۔ اس کے جواب میں حضرت عمرؓ نے تقویٰ، صالحیت اور دین داری کے تین معیار پیش کئے۔

(۱) حضرت عمرؓ نے سوال کیا۔ کیا وہ تمہارا قدیمی ہمسایہ ہے کہ جس کے شب و روز اور جس کی آمد و رفت اور حرکات و سکنات سے تم بخوبی باخبر ہو۔ اُس نے جواب دیا "نہیں"۔

(۲) حضرت عمرؓ نے تقویٰ کی دوسری کسوٹی پیش کرتے ہوئے فرمایا" کیا کبھی سفر میں اس کے ساتھ رہے ہو؟ کیونکہ اس موقع پر انسان کے اخلاق و کردار کھل کر سامنے آجاتے ہیں"۔

اُس نے جواب دیا "نہیں"۔

(۳) حضرت عمرؓ نے تقویٰ کا تیسرا معیار اور بڑا اہم معیار پیش کرتے ہوئے سوال کیا۔ کیا کبھی اس سے روپے پیسے کے لین دین کا سابقہ پیش آیا ہے؟ کیونکہ یہ مالی معاملات ایسی کسوٹی ہیں جن سے انسان کا زہد و تقویٰ ناپا جا سکتا ہے۔

اُس نے جواب دیا "نہیں"۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا، پھر تم کیسے کہتے ہو کہ میں اُسے پہچانتا ہوں اور اُس کے نیک ہونے کی گواہی دیتا ہوں، جاؤ کسی دوسرے شخص کو لاؤ (سنن بیہقی)

۲۔ اسلام و اطاعت

یعنی زندگی کے تمام انفرادی اور اجتماعی معاملات میں انسان اپنے آپ کو غیر مشروط طور پر خدا کے حوالے کر دے اور ہر کام میں اپنی مرضی کو خدا کی مرضی کے تابع بنا دے۔

۳۔ رشتہ داری کا لحاظ

یعنی قرابت داروں کے حقوق کی نگہداشت کی جائے۔ ان سے اچھا برتاؤ رکھا جائے اور ان کی تمام ذمہ داریوں کو پورا کیا جائے جو قرابت کی بنا پر عائد ہوتی ہیں۔

۴۔ قولِ سدید

یعنی ہر وہ بات اور قول و اقرار جس کی بنیاد راستی، عدل اور دیانت پر ہو۔ نکاح کے موقع پر اس آیت کی تلاوت میں یہ حکمت معلوم ہوتی ہے کہ میاں بیوی دونوں کو ایجاب و قبول کے وقت اپنے فرائض اور ذمہ داریوں کا پورا پورا احساس ہو۔

۵:۔ تمام دنیا کے باشندے ایک باپ اور ماں کی اولاد ہیں۔ اس حقیقت کے بیان میں یہ لطیف اشارہ ہے کہ رشتہ کرتے وقت کنبہ برادری اور قومیت کا سوال نہ اٹھایا جائے۔ تمام انسان ایک ہی کنبے کے افراد ہیں۔ اس معاملے میں انتخاب و ترجیح کا معیار صرف تقوےٰ اور نیکی ہے۔

قرآن حکیم میں ارشاد ہے۔ يَاۤ اَيُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّ اُنْثٰى وَ جَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّ قَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ ۝ (سورۂ حجرات) "اے لوگو! ہم نے تمہیں ایک مرد اور عورت سے پیدا کیا ہے اور تمہیں (مختلف) قوموں اور قبائل میں تقسیم کر دیا ہے تاکہ آپس میں تعارف ہو سکے (لیکن) اللہ تعالےٰ کے نزدیک تم میں سب سے زیادہ مقبول وہی ہے جو تم میں سب سے زیادہ خدا سے ڈرنے والا ہے بے شک اللہ جاننے والا اور باخبر ہے۔"

ایک حدیث میں ارشاد ہے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تُنْكَحُ الْمَرْاَةُ لِاَرْبَعٍ لِمَالِهَا وَلِحَسَبِهَا وَلِجَمَالِهَا وَلِدِيْنِهَا فَاظْفَرْ بِذَاتِ الدِّيْنِ تَرِبَتْ يَدَاكَ (بخاری مسلم مشکوٰۃ کتاب النکاح ص ۲۳۹)

"حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، عورت سے نکاح چار چیزوں کے لئے کیا جاتا ہے۔ مال، حسن وجمال، خاندانی شرافت اور دینداری۔ آپ نے فرمایا۔ دین والی کو اختیار کرو۔ تم خوب خوش حال اور خوش خرم رہو۔"

مذکورہ بالا بنیادوں کی حفاظت اور پابندی سے ہی نکاح کے اولین اور اہم مقاصد حاصل ہو سکتے ہیں۔

نکاح کے مقاصد

اسلام میں نکاح کا اہم ترین مقصد یہ ہے کہ مرد اور عورت دونوں کی عصمت وعفت ہر قسم کی بے حیائی اور بد اخلاقی کے جرائم سے محفوظ ہو جائے۔ قرآن حکیم میں شادی شدہ مرد کو مُحْصِن اور شادی شدہ عورت کو مُحْصَنَۃ کہا گیا ہے۔ مُحْصِن حِصْن سے بنا ہے جس کے معنی قلعے کے ہیں۔ مطلب یہ ہوا کہ مرد نکاح کے ذریعے عصمت کی حفاظت کے لئے قلعہ تعمیر کرتا ہے اور عورت اپنی آبرو کے تحفظ کے لیے اس میں پناہ لیتی ہے۔ نکاح سے اگر یہ مقصد حاصل نہ ہو تو پھر اس بندھن کا ٹوٹ جانا ہی دونوں کے لئے بہتر ہے۔

مرد وعورت کے درمیان محبت والفت اور سکون واطمینان کی خوشگوار فضا پیدا ہو، اور جب مرد معاشی الجھنوں اور کاروباری ہنگاموں سے فارغ ہو کر گھر لوٹے تو ایک گوشۂ سکون وعافیت اُسے میسّر آسکے۔ قرآن حکیم میں ارشاد ہے۔

وَمِنْ اٰیٰتِهٖۤ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوْۤا اِلَیْهَا وَجَعَلَ بَیْنَكُمْ مَّوَدَّةً وَّرَحْمَةً (سورہ روم۔ پ۲۱) "اور خدا کی نشانیوں میں سے ہے کہ اُس نے تم ہی میں سے تمہارے لئے جوڑے بنائے تاکہ تم ان سے سکون حاصل کر سکو اور تمہارے درمیان محبت والفت ڈال دی۔"

لیکن اگر کوئی گھر امن وراحت اور محبت والفت بننے کی بجائے بے اعتمادی، بغض وعناد اور جنگ وجدل کی جہنم بن جائے تو پھر سرے سے نکاح کا مقصد ہی فوت ہو جاتا ہے۔ ایسی صورت میں اسلام مرد کو طلاق کا اختیار اور عورت کو خُلع کا حق دے کر اس قسم کے نکاح کی بیڑیوں کو توڑ ڈالنے کی اجازت دیتا ہے۔

ان مقاصد کے تعیّن کے ساتھ ساتھ قرآن حکیم نے مرد اور عورت کے حقوق اور ذمّے داریوں پر بھی روشنی ڈالی ہے۔

مرد کی ذمّے داریاں

۱۔ مہر عورت کا حق ہے جس کا ادا کرنا مرد پر لازم ہے۔

وَاٰتُوا النِّسَآءَ صَدُقٰتِهِنَّ نِحْلَةً (النساء)

"عورتوں کو اُن کے مہر خوش دلی سے ادا کرو۔"

لیکن ساتھ یہ بھی واضح رہے، اسلام مہر کے معاملہ میں فخر ونمائش اور غلو کو بہر حال ناپسند کرتا ہے۔

۲۔ نان ونفقہ کی ذمہ داری۔ اسلام نے تقسیم کار کے اُصول پر مرد اور عورت کا دائرہ عمل الگ الگ کر دیا ہے۔ عورت کا فرض ہے وہ گھر میں رہتے ہوئے اولاد کی سیرت سازی کے کام کو پوری یکسوئی اور سکونِ قلب کے ساتھ انجام دے اور مرد کا فرض ہے کہ وہ معاشی ذمّے داریوں کا بار اپنے کندھوں پر اٹھائے، لیکن نان ونفقہ کی مقدار کا فیصلہ عورت کی خواہش پر نہیں بلکہ مرد کی حیثیت واستطاعت کے مطابق ہونا چاہیئے۔

۳۔ انصاف اور حُسنِ معاشرت: عورتوں سے انصاف برتنے اور حُسنِ سلوک سے پیش آنے کی تاکید قرآن وسنت میں نہایت شدت سے کی گئی ہے۔

(ا) وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ (النساء)

"اور ان سے اچھا برتاؤ رکھو۔"

(ب) وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِیْ عَلَیْهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ وَلِلرِّجَالِ عَلَیْهِنَّ دَرَجَةٌ (البقرۃ)

"اور عورتوں کے ویسے ہی حقوق ہیں جیسی ان پر ذمہ داریاں

ہیں دستور کے مطابق، اور مردوں کے لئے ان پر ایک درجہ (فوقیت) ہے۔"

(ج) وَلَا تُمْسِكُوهُنَّ ضِرَارًا لِّتَعْتَدُوا وَمَنْ يَفْعَلْ ذَٰلِكَ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهُ۔

"اور عورتوں کو ستانے اور ان پر ظلم توڑنے کے لئے نہ روک رکھو اور جو ایسا کرتا ہے بلاشبہ اس نے اپنی جان پر ظلم کیا۔"

یعنی مرد کا فرض ہے کہ وہ عورت کے حقوق کو ادا کرتے ہوئے اس کو اپنے گھر میں آباد رکھے ورنہ اس کو شریفانہ طور پر رخصت کردے۔ یہ صورت قطعاً جائز نہیں کہ عورت کو معلق (ادھر میں لٹکا ہوا) چھوڑ دیا جائے۔

(د) حدیث میں ہے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

خَيْرُكُمْ خَيْرُكُمْ لِأَهْلِهِ وَأَنَا خَيْرُكُمْ لِأَهْلِي۔ "تم میں بہتر وہ ہے جو اپنی بیوی کے لئے بہتر ہے اور میں تم میں اپنے گھر والوں کے لیے بہتر ہوں۔"

اس روایت میں پارسائی اور نیکی کا ایک واضح معیار اور کھلی ہوئی کسوٹی بیان کی گئی ہے۔ ظاہر ہے کہ جو مرد اپنی شریک زندگی اور رفیقۂ حیات سے نباہ نہیں کرسکتا اس سے کیسے توقع رکھی جا سکتی ہے کہ وہ دوسروں سے ہمدردی اور حسن سلوک سے پیش آئے گا۔

حضور اکرم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

أَكْمَلُ الْمُؤْمِنِينَ إِيمَانًا أَحْسَنُهُمْ خُلُقًا وَخِيَارُهُمْ خِيَارُهُمْ لِنِسَائِهِمْ (ترمذی)

یعنی "مومنوں میں کامل تر مومن وہ ہیں جو اخلاق و کردار میں سب سے اچھا سلوک روا رکھتے ہیں اور ان میں سب سے بہتر وہ ہیں جو اپنی عورتوں کے معاملے میں اچھے ہیں"

ایک اور روایت میں ہے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ لَا يَفْرَكْ مُؤْمِنٌ مُؤْمِنَةً إِنْ كَرِهَ مِنْهَا خُلُقًا رَضِيَ مِنْهَا آخَرَ (صحیح مسلم)

یعنی "کوئی مومن (شوہر) مومن (بیوی) سے بغض و نفرت نہ رکھے اگر اس کی ایک عادت ناپسند ہے تو ہوسکتا ہے کہ اس کی دوسری خصلت پسند آجائے"

تشریح یہ ناممکن ہے کہ کوئی عورت سرتاپا عیب ہی عیب ہو۔ اگر اس میں کچھ خامیاں ہیں تو کچھ خوبیاں بھی ہوں گی۔ اسی قسم کی صورت حال عورت کے ذہن میں مرد کے بارے میں رہنی چاہیئے (جیسا کہ ایک حدیث سے معلوم ہوتا ہے)

اس انداز فکر کو اپنا کر کسر و انکسار سے دونوں میاں بیوی اپنے باہمی تعلقات کو خوشگوار بنا سکتے ہیں۔

عورت کی ذمے داریاں

فَالصَّالِحَاتُ قَانِتَاتٌ حَافِظَاتٌ لِّلْغَيْبِ (النساء)

"نیک عورتیں فرمانبردار، غیب کی محافظ ہیں۔"

اس آیت میں عورت کے دو اہم فرض بتلائے گئے ہیں:۔

۱۔ **حفظ غیب**:۔ اس سے مراد وہ چیز ہے جو شوہر کی ہو۔ اور اس کی غیر موجودگی میں عورت کے پاس بطور امانت رہے۔ اس میں شوہر کے نسب، عزت، مال، اولاد اور رازوں کی حفاظت سب کچھ شامل ہے۔

۲۔ **شوہر کی اطاعت**:۔ یہ مرد کا حق ہے جس کا ادا کرنا عورت پر لازم ہے۔ الا یہ کہ مرد کسی ایسی بات کا حکم دے جو شریعت کے خلاف ہو۔

حدیث میں ہے:۔ شوہر کے مال سے عورت اس کی اجازت کے بغیر صدقہ نہ کرے۔ اگر اس نے ایسا کیا تو مرد ثواب پائے گا اور عورت گنہ گار ہوگی۔ اور عورت اس کے گھر سے اس کی اجازت کے بغیر نہ نکلے" بلکہ آپ نے یہاں تک فرمایا کہ "کوئی عورت شوہر کی موجودگی میں اس کی اجازت کے بغیر (نفلی) روزے نہ رکھے۔

ان روایات سے اندازہ ہوسکتا ہے کہ شوہر کی اطاعت کی اہمیت اور حدود کیا ہیں ۔ آج اگر مسلمان خود ساختہ رسوم اور غیر شرعی پابندیوں سے آزاد ہو کر سادگی کے ساتھ مندرجہ بالا ہدایات پر عمل پیرا ہوں تو گھر کی زندگی ان کے لیے جنت کا نمونہ بن سکتی ہے۔

رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :۔

إِذَا صَلَّتِ الْمَرْأَةُ خَمْسَهَا وَحَصَّنَتْ فَرْجَهَا وَأَطَاعَتْ بَعْلَهَا دَخَلَتْ مِنْ أَيِّ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ شَاءَتْ ۔ (مسند احمد)

"جب عورت پنج وقتہ نماز کی پابند ہو۔ پاک دامنی کی راہ اختیار کرے ۔ اور اپنے شوہر کی اطاعت گزار و وفا شعار ہو تو اسے اختیار ہے کہ جنت کے دروازوں میں سے جس سے بھی چاہے داخل ہو"

ارشاداتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

۱:۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا خَطَبَ إِلَيْكُمْ مَنْ تَرْضَوْنَ دِينَهُ وَخُلُقَهُ فَزَوِّجُوهُ إِنْ لَا تَفْعَلُوهُ تَكُنْ فِتْنَةٌ فِي الْأَرْضِ وَفَسَادٌ عَرِيضٌ ۔ (ترمذی) "حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ جب کوئی ایسا رشتہ میسر آجائے جس کے دین و اخلاق کو تم پسند رکھتے ہو تو اس سے نکاح کر ڈالو، اگر تم نے ایسا نہ کیا تو زمین میں فتنہ و فساد برپا ہو کر رہے گا"

تشریح عام طور پر مناسب اور نیک رشتہ ملنے کے باوجود بہت سے مسلمان رسم و رواج اور دوسری دنیاوی اغراض کی بنا پر لڑکوں اور لڑکیوں کی شادی میں تاخیر کر دیتے ہیں۔ ایسے افراد کو اس حدیث میں متنبہ کیا گیا ہے ۔

۲ ۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَؓ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا دُعِيَ أَحَدُكُمْ إِلَى الْوَلِيمَةِ فَلْيَأْتِهَا عُرْسًا كَانَ أَوْ نَحْوَهُ وَمَنْ لَمْ يُجِبِ الدَّعْوَةَ فَقَدْ عَصَى اللّٰهَ وَرَسُولَهُ ۔

"حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : جب تم میں سے کسی کو ولیمہ کی دعوت دی جائے تو اسے ضرور قبول کر لینی چاہیئے ۔ شادی بیاہ کا موقع ہو یا کوئی دوسری صورت اور جس نے دعوت قبول نہ کی تو اس نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی"

۳ ۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُسْرٍ أَنَّ أَبَاهُ صَنَعَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَعَامًا فَدَعَاهُ فَأَجَابَهُ فَلَمَّا فَرَغَ مِنْ طَعَامِهِ قَالَ: اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهُمْ وَارْحَمْهُمْ وَبَارِكْ لَهُمْ فِيمَا رَزَقْتَهُمْ ۔ "عبداللہ بن بسرؓ روایت کرتے ہیں کہ ان کے والد نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کھانے پر بلایا، آنحضورؐ جب کھانا کھا چکے تو آپ نے (میزبان کے حق میں) یہ دعائیہ کلمات کہے :۔ اے اللہ ! ان کی بخشش کر، ان پر اپنی رحمتیں نازل فرما اور ان کے رزق میں برکت دے"

۴:۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا رَفَّأَ الْإِنْسَانَ إِذَا تَزَوَّجَ قَالَ ۔ " حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی شخص کو اس کی شادی کے موقع پر مبارک باد دیتے تو یہ الفاظ فرماتے"

بَارَكَ اللّٰهُ لَكَ وَبَارَكَ اللّٰهُ عَلَيْكُمَا وَجَمَعَ بَيْنَكُمَا فِي خَيْرٍ ۔

"اللہ تعالٰی یہ رشتہ مبارک فرمائے اور تم دونوں پر اپنی برکتوں کی بارش نازل فرمائے اور تم دونوں کا رابطہ و تعلق خیر و سعادت کے آغوش میں ہو۔"

۵ ۔ پہلی ملاقات کے وقت دولہا، دلہن کی پیشانی (سر کے اگلے حصہ) پر ہاتھ رکھتے ہوئے بسم اللہ پڑھے اور اللہ تعالےٰ سے خیر و برکت طلب کرتے ہوئے یہ دعاء اس کی زبان پر جاری ہو۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ مِنْ خَیْرِھَا وَخَیْرِ مَا جَبَلْتَھَا عَلَیْہِ وَاَعُوْذُبِکَ مِنْ شَرِّھَا وَشَرِّ مَا جَبَلْتَھَا عَلَیْہِ ۔

"اے اللہ! میں تجھ سے اس (دلہن) کی خیر اور بھلائی کا طلب گار ہوں۔ اور ان عادات و خصائل کی بھلائی چاہتا ہوں جن پر تو نے اس کی تخلیق فرمائی ہے۔ اور تیرے سہارے اس کے شر سے پناہ مانگتا ہوں، اور ان عادات و خصائل کے شر سے پناہ طلب کرتا ہوں جن پر اس کی پیدائش ہوئی ہے۔"

(۶) بعض جلیل القدر صحابہ کرام عبداللہ بن مسعود، حذیفہ اور ابوذر رضی اللہ عنہم سے روایت ہے، انہوں نے ابوسعید نامی شخص سے شادی کے موقع پر کہا کہ جب تم اپنی دلہن کے پاس جاؤ، تو دو رکعت نفل ادا کرو اور اس کی بھلائی طلب کرو اور اس کے شر سے پناہ مانگو۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے دوسری روایت میں ہے کہ انہوں نے اپنے ایک ساتھی سے کہا، جب تم اپنی دلہن کے پاس جاؤ تو اسے حکم دو کہ وہ تمہارے پیچھے کھڑی ہو کر تمہاری اقتداء میں دو رکعت نماز ادا کرے۔ اور تم یہ دعاء پڑھو۔

اَللّٰھُمَّ بَارِکْ لِیْ فِیْ اَھْلِیْ وَبَارِکْ لَھُمْ فِیَّ اَللّٰھُمَّ اجْمَعْ بَیْنَنَا مَا جَمَعْتَ بِخَیْرٍ وَفَرِّقْ بَیْنَنَا اِذَا فَرَّقْتَ اِلٰی خَیْرٍ (طبرانی)

یعنی "اے اللہ! میرے اہل خانہ میں برکت دے۔ اور ان کے لئے میری ذات میں برکت عطا فرما۔ اے اللہ! جب تک بھی ہمارا رشتہ قائم رہے، خیر و برکت کے ساتھ قائم رہے، اور جب جدائی ہو تو اس کے نتیجے میں بھی اچھائی اور بھلائی حاصل ہو۔"

(۷) خاص مرحلے پر یہ دعاء پڑھنا مسنون ہے۔

بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰھُمَّ جَنِّبْنَا الشَّیْطٰنَ وَجَنِّبِ الشَّیْطٰنَ مَا رَزَقْتَنَا ۔ (صحیح بخاری)

"اللہ تعالےٰ کا نام لیتے ہوئے۔ اے اللہ! ہم کو شیطان کے شر سے دور رکھ۔ اور ہماری اولاد کو بھی شیطان کے شر سے محفوظ فرما۔"

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اس دعاء کا یہ اثر ہو گا کہ اولاد شیطان کی ضرر رسانی سے امن میں رہے گی۔

آخر میں ایک جامع دعاء تحریر کی جاتی ہے جو دنیا و آخرت کی تمام برکتوں اور سعادتوں کو سمیٹے ہوئے ہے۔

اَللّٰھُمَّ اَصْلِحْ لِیْ دِیْنِیَ الَّذِیْ ھُوَ عِصْمَۃُ اَمْرِیْ وَاَصْلِحْ دُنْیَایَ الَّتِیْ فِیْھَا مَعَاشِیْ وَاَصْلِحْ لِیْ اٰخِرَتِیَ الَّتِیْ فِیْھَا مَعَادِیْ وَاجْعَلِ الْحَیٰوۃَ زِیَادَۃً لِّیْ فِیْ کُلِّ خَیْرٍ وَّاجْعَلِ الْمَوْتَ رَاحَۃً لِّیْ مِنْ کُلِّ شَرٍّ ۔ یعنی "اے پروردگار! میرے دین کی اصلاح کر دے جو میرے تمام معاملات کی حفاظت کا سہارا ہے اور میری دنیا سنوار دے جس میں میری روزی کا سامان ہے اور میری آخرت سدھار دے جہاں مجھے پلٹ کر جانا ہے۔ اے اللہ! زندگی کو میرے لئے نیکیوں میں اضافے کا ذریعہ بنا دے اور موت کو میرے لئے شر و فساد سے محفوظ رہنے کا وسیلہ ٹھہرا دے۔ آمین"

واضح رہے کہ اس دعاء میں موت کی تمنا نہیں کی جا رہی ہے۔ بلکہ حسن خاتمہ کی طلب ہے۔

رَبَّنَا ھَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّیّٰتِنَا قُرَّۃَ اَعْیُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِیْنَ اِمَامًا ۔

"اے ہمارے پروردگار! عطا کر ہمیں ہماری اپنی بیویوں اور اولاد کی طرف سے آنکھوں کی ٹھنڈک اور بنا ہم کو پرہیزگاروں کا امام"

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

مولانا سید ابوالحسن علی ندوی - لکھنؤ - ہند قسط ۲

پیغامِ ہدایت

جامعۃ الہدایہ جے پور کے افتتاح کے موقعے پر کی گئی تقریر

حضرات! علم کی تاریخ میں نہیں بلکہ انسانیت کی تاریخ میں جو سب سے بڑی بھول ہوئی ہے، سب سے بڑی غلطی ہوئی ہے۔ ایسی بھول جو دو ایک آدمیوں کی نہیں ہے۔ علم و دانش، قیادت و رہنمائی کی بھول ہے وہ یہ کہ انسان نے اپنے کو اس دنیا کا مالک سمجھا اور اپنے کو اصل سمجھنا شروع کر دیا۔ یہ سمجھ رہا ہے کہ اس دنیا کی تمام نعمتوں کو اور طاقتوں کو اور جو فطری جوہر پیدا کئے گئے ہیں، ان سب کو اپنی منشاء کے مطابق اپنے مفاد میں آزادانہ استعمال کر سکتا ہوں۔ (اور میں عرض کروں گا، ذاتی مفاد سے لے کر ملکی مفاد تک، ملکی مفاد سے لے کر بین الاقوامی مفاد تک، اور میں اس زمرہ میں اقوام متحدہ تک کو شامل کرتا ہوں) یہ صرف خود پرستوں کی غلطی نہیں ہے۔ یہ صرف چند نفس پرستوں کی غلطی نہیں ہے۔ جو اٹھتے تھے دنیا کے اس حصّہ سے اُس حصّہ تک آبادیوں کو تہس نہس کرتے ہوئے، ہری کھیتیاں جلاتے ہوئے، شہروں کو بے چراغ بناتے ہوئے اور انسانیت کو پامال کرتے ہوئے اور انسانی سروں کے مینار کھڑے کرتے ہوئے، انسانیت کا خون بہاتے ہوئے چلے آتے تھے۔ یہ کہانی چند نفس پرستوں کی نہیں ہے جن میں سے کسی کا نام "سیزر" ہے۔ کسی کا نام "نیرو" ہے۔ کسی کا نام سکندر اعظم ہے۔ کسی کا نام چنگیز خاں ہے، چند قوموں کی بھی کہانی نہیں ہے جنہوں نے قوموں کو غلام بنایا، جنہوں نے ملکوں کو غلام بنایا، یہ کہانی ہے انسانیت کی، یہ رونا ہے تقدیر انسانی کا۔ آپ غلطیوں کا نسب نامہ تیار کریں، بڑے سے بڑا شجرۂ نسب تیار کریں اور بڑے سے بڑے مؤرخ انسان کا انتخاب کریں۔ اس کو یونیسکو سے لائیں۔ آپ امریکہ کی کسی بڑی سے بڑی یونیورسٹی سے لائیں اور کہیں کہ غلطیوں کا ایک نسب نامہ ہوتا ہے۔ مولانا آزاد نے مخصوص بلاغت کے انداز میں کہا تھا کہ "غلطی سے زیادہ کثیر الاولاد کوئی شئے نہیں"۔ ایک غلطی ہو جائے تو غلطیوں کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے، ہمیں تاریخ اقوام بتاتی ہے، قوموں سے قوموں کا معاملہ کرنے کی تاریخ بتاتی ہے۔ عدل و انصاف کی تاریخ بتاتی ہے۔ ظلم و سفاکی کی تاریخ بتاتی ہے۔ اولوالعزم اور حوصلہ مند انسانوں کی تاریخ بتاتی ہے کہ ایک غلطی سے ہزاروں غلطیاں پیدا ہوئیں۔ لیکن میں کہوں گا اور ایسے ممتاز مجمع سے مجھ میں کہنے کا اور بھی زیادہ حوصلہ پیدا ہو رہا ہے کہ دنیا کی جتنی غلطیاں ہوئی ہیں اور دنیا میں جتنے انہونے واقعات پیش آئے ہیں، انسان نے انسان کے گلے پر چھری چلائی ہے۔ انسان نے انسان کے ساتھ جانور سے بدتر سلوک کیا ہے۔ انسان نے انسان کو گھوڑا اور بیل بنایا۔ انسان نے انسان پر لوہے اور لکڑی کی طرح ظلم و ستم کئے۔ ان ساری سفاکیوں، ان ساری گندگیوں، ان ساری بے جا کوششوں، ان ساری انسانیت کی پامالیوں کا نسب نامہ اگر کسی جگہ ختم ہوتا ہے تو وہ یہ ہے کہ انسان نے اپنے کو اس دنیا کا مالک سمجھا اور زندگی کی رہنمائی اور زندگی کی گاڑی چلانے کے لئے اپنے ارادہ کو، اپنی خواہش کو، اپنے فائدہ کو، اپنے مطلب کو اور اس سے بڑھ کر اپنی عزّت، اپنے خاندان کی عزّت، قوم کی عزّت کو اس نے معیار بنایا، اسٹینڈرڈ بنایا،

سب سے بڑا سانحہ جو پیش آیا وہ یہ کہ "علم" کا رشتہ دینے والے سے ٹوٹ گیا۔ انسان نے علم کس سے لیا، وہ اس کو بھول گیا۔ آج دنیا کا جو نقشہ ہے مجھے سیاسی مبصرین معاف کریں۔ مجھے ملکوں کے منتظمین معاف کریں، مجھے سیاسی پارٹیوں کے رہنما معاف کریں، مجھے بڑی درس گاہوں سے تعلق رکھنے والے معاف کریں۔ یورپ و امریکہ کے تمدّن کو دیکھ کر جن کی نگاہیں خیرہ ہو جاتی ہیں اور اس تمدّن پر فخر کرنے والے معاف فرمائیں کہ سب سے بڑی غلطی

جس کو عربی میں کہوں تو "اُمّ الامراض" اور اپنی زبان میں کہوں تو غلطیوں کی جنم دینے والی غلطی کہوں گا۔ وہ انسان کی یہ بھول ہے کہ وہ اپنے کو اس جگہ کا اصل مالک سمجھ بیٹھا ہے، ایک مرتبہ وہ بھولا کہ وہ کہاں سے آیا ہے تو پچاس مرتبہ وہ بھولا کہ اُسے کہاں جانا ہے۔ اور اس دنیا کی چول اس وقت تک درست نہیں ہو سکتی، لکھنے والے لکھ لیں اور یاد کرنے والے یاد کر لیں، اور دنیا کے گوشہ گوشہ تک اگر میری آواز پہنچ سکتی تو پہنچا دیں کہ اس دنیا کی چول اس وقت تک نہیں بیٹھ سکتی جب تک انسان یہ تسلیم نہ کرے کہ وہ کسی کا بنایا ہوا ہے، کسی کا بھیجا ہوا ہے اور پھر اس کو اسی کے پاس جانا ہے۔ جس علم کی ڈوری اس نے پکڑی تھی اُس علم کی ڈوری کا ایک سرا اس کے ہاتھ میں ہے اور دوسرا سرا خالق کائنات کے ہاتھ میں ہے۔ وہ علّم الملکوت کے ہاتھ میں ہے، ربّ العلمین اور خالق علم کے ہاتھ میں ہے۔ اگر یہ ڈوری چھوٹ گئی تو پوری انسانیت کی ہلاکت ہے۔ اور اگر یہ ڈوری نہیں چھوٹی لیکن انسان بھول گیا کہ اس ڈوری کا آخری سرا وہاں سے ملتا ہے تو پھر اس کی زندگی کا پورا رُخ غلط ہو جائے گا۔ اور پھر یہ انسانیت ایک بازی گاہ ایک مذبح بن جائے گی۔ یہ جگہ میدانِ جنگ میں تبدیل ہو جائے گی اور یہاں پر غلامی و بندگی کی اتنی قسمیں، تذلیل وظلم کی اتنی قسمیں، ناانصافیوں کی اتنی قسمیں پیدا ہوں گی جن کا شمار نہیں ہو سکتا۔

حضرات! عربی مدارس کی طرف سے اگر میں بولنے کا حق رکھتا ہوں تو میں ان سب کی طرف سے ذمّہ داری کے ساتھ یہ کہنے کے لئے تیار ہوں کہ ان سب دینی مدارس کے وجود کا مقصد یہ ہے کہ انسانوں کو اور طالب علموں کو پہلے اور ان کے ذریعہ دوسروں کو یہ بتانے ہیں کہ علم کا دینے والا کون ہے۔ اور علم کا سکھانے والا کون ہے اور ہماری حیثیت اس دنیا میں کیا ہے؟ ہم اس دنیا کے سیاہ و سپید کے مالک نہیں ہیں۔ ہم اس دنیا کے کرتا دھرتا نہیں ہیں۔ خلیفۃ اللہ (خدا کے نائب) اور اس کی طرف سے مامور و محکوم ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ قل اللھمّ مالکُ الملکِ تؤتی الملکَ من تشاءُ وتنزع الملکَ ممن تشاءُ وتعزّ من تشاءُ و تذلّ من تشاءُ بیدکَ الخیر انّکَ علیٰ کلّ شیءٍ قدیرٌ۔ (سورہ آل عمران آیت ۲۶) "کہو کہ اے خدا، اے بادشاہی کے مالک تو جس کو چاہے بادشاہی بخشے اور جس سے چاہے بادشاہی چھین لے اور جس کو چاہے عزّت دے اور جسے چاہے ذلیل کرے، ہر طرح کی بھلائی تیرے ہی ہاتھ ہے، بیشک تو ہر چیز پر قادر ہے۔

حضرات! جتنے عربی مدارس ہیں وہ اس لئے قائم نہیں کئے گئے ہیں کہ اس علم کی ڈوری کو جو انسانوں کے ہاتھ میں آگئی ہے اس کو ہلاتے رہیں، اس کو حرکت دیتے رہیں، معلوم ہو کہ انسان کے ہاتھ میں حرکت ہے۔ اور ڈوری میں متحرک ہونے کی صلاحیت۔ لیکن اس کا اصل کام یہ ہے کہ وہ یہ بتائیں کہ یہ ڈوری کس کے ہاتھ میں ہے۔ اور صرف اس علم کی ڈوری ہی نہیں بلکہ پورے قانونِ قدرت کی ڈوری، عزت وعلم کی ڈوری، علم وجہالت کی ڈوری، خوش قسمتی اور بدقسمتی کی ڈوری۔ سربلندی اور پستی کی ڈوری، سب کسی اور ذات کے پاس ہے۔ آج ہماری سوسائٹی، ہمارے معاشرہ، ہماری تہذیب کی سب سے بڑی غلطی اور اس کی بدقسمتی کا راز یہ ہے کہ وہ اس ڈوری کو وسائل کو، اٹل سمجھ بیٹھی ہے۔ اور آج دنیا میں وہ سارے وسائل وجود میں آ رہے ہیں جو اس سے پہلے خواب و خیال میں نہ تھے۔ آج ان وسائل کے مالک اس معاشرہ کو درست کرنا چاہتے ہیں وہ اس دنیا کو تباہی سے بچانا چاہتے ہیں لیکن ان کے بنائے کچھ نہیں بنتی۔

میں ایک بات تو یہ کہتا ہوں کہ ہمارے عربی مدارس کا (بغیر کسی تواضع و انکساری و معذرت کے کہتا ہوں) پہلا کام یہ ہے (اور یہ مدارس اس وقت تک مدارس و جامعات ہیں جب تک یہ فرض انجام دیں) کہ علم کی ڈوری کو خالق کائنات سے جوڑے رہیں اس علم کے (جو اقبال کے الفاظ میں علم اشیاء کی جہانگیری ہے) صحیح

استعمال کی ہدایت کرتے رہیں۔ اقبالؔ کہتے ہیں ؎

ولایت، بادشاہی علم اشیاء کی جہانگیری
یہ سب کیا ہیں؟ فقط اک نکتۂ ایماں کی تفسیریں

پہلی بات یہ ہے کہ اگر انسان یہ سمجھتا ہے کہ وہ خدا کا نائب ہے تو اسے خدا کا منشاء معلوم کرنا چاہیئے۔ جو پیغمبروں کے ذریعہ اور پیغمبروں کے لائے ہوئے صحیفوں کے ذریعہ معلوم ہوتا ہے، اس کو اپنے اندر ان صفات کا پرتو پیدا کرنا چاہیئے۔ وہ خدا رب العلمین ہے (سارے جہانوں کا پروردگار ہے) رحیم و کریم ہے (نہایت رحم والا عزت والا ہے) عادل و حلیم ہے (منصف اور بردبار ہے) رحمٰن و رحیم ہے (بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے) اس لئے خدا کے دیئے ہوئے علم کو اس کی ربوبیت عامہ، رحمانیت تامہ اور عدل کامل کے مطابق استعمال کرے۔ اگر اس علم کا استعمال نفسانی و شیطانی اغراض کے لئے کیا گیا تو یہ خلافت الٰہی کے مقصد و منصب کے ساتھ غداری اور اپنے مورث اعلیٰ (آدمؑ) کے ساتھ بے وفائی و ناخلفی ہوگی۔

ہمارے مدارس کا یہی کام ہے کہ ضلالت و جہالت کے اندھیرے میں ہدایت کے چراغ جلاتے رہیں، اور بتلاتے رہیں کہ علم خدا کی خاص صفت ہے۔ علم خدا کا عظیم عطیہ ہے اور اس کے منشاء کے مطابق استعمال ہونا چاہیئے۔ دوسری بات یہ کہ آج کا علم، ہماری سائنس ہمارا موجودہ نظام تعلیم وسائل مہیا کرتا ہے اس کو مقاصد سے کوئی سروکار نہیں، مقاصد پر اس کو دسترس بھی نہیں ہے۔ ہمارے عربی مدارس جو خدا کے پیغمبروں کے پیغام کو پہنچانے سمجھانے اور تشریح کرنے کے لئے قائم ہوتے ہیں۔ ان کا دوسرا مقصد یہ ہے کہ وہ بتائیں کہ وہ صحیح مقاصد کا علم اور ان کی تکمیل کے لئے وسائل کے استعمال کا عزم پیدا کرتے ہیں۔ موجودہ تمدن کی سب سے بڑی بدقسمتی یہ ہے کہ ہمارے پاس وسائل آگئے ہیں۔ مگر ہمارے پاس نہ صحیح مقاصد ہیں نہ ان کے حصول و تکمیل کے لئے قوی و صالح محرکات "MOTIVES" ہیں۔ آج انسانی تہذیب کی سب سے بڑی ٹریجڈی یہ ہے کہ صالح مقاصد اور صحیح و قوی محرکات عمل کا نہ صرف فقدان ہے بلکہ تخریبی مقاصد، انسانیت کش محرکات کا غلبہ اور تسلّط ہے۔

لندن یونیورسٹی کے شعبۂ فلسفہ کے صدر ڈاکٹر "C.M.GOOD" کہتا ہے۔ طبعی علوم (فزکس اور سائنس نے) ہم کو وہ طاقتیں بخش دی ہیں جو خدا کے لائق تھیں لیکن ہم ان کو بچوں اور وحشی قوموں کی سطح کے دماغوں کے ساتھ استعمال کر رہے ہیں [1]

کیا بات ہے کہ انسانوں کی طرف سے انسانوں کے دل ڈرتے ہیں، کیا بات ہے کہ انسان انسان کو دیکھ کر خوش نہیں ہوتا بے خوف اور مطمئن نہیں ہوتا، اس کے اندر ڈر پیدا ہوتا ہے اور وہ اس سے زیادہ ڈرتا ہے جو اس سے زیادہ علم رکھتا ہے جس کے پاس زیادہ ذخائر ہیں۔ یہ الٹی گنگا کیوں بہہ رہی ہے؟ یہ اس لئے بہہ رہی ہے کہ ہمارے پاس خدا کو خوش رکھنے اور اس کی مخلوق کی قدر، اور اس سے محبت کرنے کا مادہ نہیں ہے۔ رونا اس کا ہے کہ ذرائع صرف ضائع ہی نہیں ہو رہے ہیں بلکہ انسان کشی میں صرف ہو رہے ہیں انسانی تہذیب کو موت کے گھاٹ اتارنے کے لئے استعمال ہو رہے ہیں (باقی)

---

[1] Guide to Modern Wickedness P.281

دعائے صحت

جماعت کے نامور عالم اور اہلِ قلم، مفسّر قرآن اور تنظیم اہلحدیث کے مدیر گرامی محترم مولانا عزیز زبیدی صاحب بعارضہ گول ہسپتال میں صاحب فراش رہے ہیں۔ اپریشن کے بعد الحمد للہ قدرے صحت یاب ہو کر گھر آگئے ہیں مگر نقاہت اور دیگر ضمنی عوارض کے باعث ابھی علیل ہیں۔ تمام احباب ان کی مکمل صحت یابی کے لئے خلوص دل سے دعاء فرمائیں۔ اللھم اشفه شفاءً کاملاً عاجلاً۔ (ادارہ الاعتصام)

مولانا حکیم عبدالرحمٰن خلیق ۔ بدوملہی

فقہ حنفیہ، فقہ جعفریہ یا کتاب و سُنّت؟

اہل حدیث زعماء کے لئے لمحۂ فکریہ

جاتا ہے یار تیغ بکف غیر کی طرف
او کشتۂ ستم! تیری غیرت کو کیا ہوا

کونسا آئین

پاکستان کا آئین کونسا ہو۔ آج یہ مسئلہ ہمارے ملک کا سرفہرست مسئلہ ہے اور اگرچہ آئین والی بات تو پاکستان کی تخلیق سے بھی پہلے طے ہو گئی تھی کہ یہ ملک چونکہ اسلام کے نام پر حاصل کیا جا رہا ہے۔ اس لئے اس کا آئین بھی اسلام ہی ہوگا مگر بعد میں آنے والے اہل سیاست نے اپنی سیاسی ضرورتوں سے اس طے شدہ مسئلے کو پھر ایک فیصلہ طلب مسئلہ بنا لیا ہے۔ بنابریں اب صورت حال یہ ہے کہ یہاں کے فرقہ پرست عناصر، سیاست باز لیڈر اور غیر دینی ذہن رکھنے والے طالع آزما سب ہی اپنی اپنی بولیاں بول رہے ہیں۔ اور اہل ملک مبہوت ہو کر ان کا منہ تک رہے ہیں وہ کچھ فیصلہ نہیں کر پاتے کہ وہ اب کیا کریں کبھی وہ ایک کی طرف دوڑتے ہیں کبھی دوسرے کی طرف اُن کی حالت کچھ ایسی ہی ہے کہ ؎

چلتا ہوں تھوڑی دور ہر اک راہرو کے ساتھ
پہچانتا نہیں ہوں ابھی راہبر کو میں

پتلیوں کا تماشا

اب اگر آپ ان الگ الگ بولیاں بولنے والوں کے لیل و نہار کا تعاقب کریں اور ان کی سرگرمیوں کا جائزہ لیں تو آپ بآسانی اس نتیجے پر پہنچ جائیں گے کہ یہ پتلیوں کا تماشہ ہے اور اس تماشے کا مقصد محض تماشہ برائے تماشہ ہی ہے۔ ورنہ ان کے سامنے کوئی تعمیری یا مثبت مقصد نہیں ہے۔ ان پُتلیوں کے تار نگاہوں سے اوجھل کسی مداری کے ہاتھ میں ہیں جو ان تاروں کو اپنے مصالح سے کھینچتا دباتا اور چھوڑتا ہے۔

مداری اپنے طے کردہ پروگرام کے مطابق کبھی کسی تار کو دباتا ہے، کبھی کسی پر دباؤ ڈالتا ہے اور جونہی وہ کسی تار کو دباتا ہے تو اس کے تابع پتلیاں ناچنے لگتی ہیں۔

ہز ماسٹرز وائس

یوں سمجھئے کہ یہ نعرہ باز لوگ ہز ماسٹرز وائس کی حیثیت سے وہی کچھ الاپتے ہیں جو ان کے اندر بھر دیا گیا ہوتا ہے۔ اُن کی نہ آواز ان کے اپنے تابع ہے نہ اُنہیں اپنی حرکات پر ہی اختیار ہے۔

اس کارروائی میں ان کا اپنا صرف ایک حلقوم ہے یا زبان ہے۔ بات ان کی اپنی نہیں، کسی دوسرے کی ہی ہے۔ بقول ؎

اُنہی کے مطلب کی کہہ رہا ہوں زبان میری ہے بات اُن کی
اُنہی کی محفل سجا رہا ہوں چراغ میرا ہے رات اُن کی

تماشے کے کردار

اس تماشے میں تین قسم کے لوگ اپنا اپنا کردار ادا کر رہے ہیں۔

۱۔ وہ لوگ جو فقہ حنفی کے نفاذ کا مطالبہ کر رہے ہیں۔

۲۔ وہ لوگ جو فقہ جعفریہ کو نافذ کرنے کے نعرے لگا رہے ہیں۔

۳۔ سیکولرازم کے نمائندے جو قائداعظم کو بھی لقمہ دینے لگے ہیں اور ان کی ذات پر افتراء باندھتے ہوئے پاکستان کو لادینی اسٹیٹ بنانے کی سعی میں مصروف ہیں۔

احناف

احناف کا نعرہ یہ ہے کہ یہاں صرف فقہ حنفیہ ہی نافذ ہو سکتی ہے۔ اور انہیں اس کے سوا کچھ بھی قابل قبول نہیں ہے۔ آپ ان سے پوچھئے کہ آخر یہاں فقہ حنفیہ کو کیوں نافذ کیا جائے جب کہ یہ ملک فقہ حنفیہ کے نام پر یا فقہ حنفیہ کو نافذ کرنے کے لئے حاصل نہیں کیا گیا تھا بلکہ اس ملک کو اسلام کے نام پر حاصل کیا گیا تھا اور یہاں اسلام کو نافذ کرنے کا ہی وعدہ تھا۔ قائد اعظم نے لوگوں کو اسلام کے نام پر ہی بلایا تھا۔ اور لوگ اسلام کے نام پر ہی جمع ہوئے تھے پھر اب اسلام کو ترک کرکے یہاں فقہ حنفیہ کو کیوں نافذ کیا جائے؟ تو وہ اس کے جواب میں کافروں اور ملحدوں سے مستعار لی گئی یہ دلیل پیش کرتے ہیں کہ ہم چونکہ یہاں دوسروں کے مقابلے میں زیادہ تعداد رکھتے ہیں۔ اس لئے یہاں کی حکومت ہمارا حق ہے۔

لیکن اگر فقہ حنفی کے طالب اپنے دعوٰی کو اس دلیل کے ساتھ اسلام کی عدالت میں پیش کریں تو اُن کا دعوٰی پہلی پیشی پر ہی خارج ہو جائے گا۔ کیونکہ اسلام کے نزدیک حق کا معیار صرف حق ہی ہے۔ خواہ اس کے ماننے والے کتنی بھی کم تعداد میں ہوں اور ناحق بہر حال ناحق ہے خواہ اس کے ماننے والے جم غفیر کی شکل میں ہوں۔

اہلِ تشیع

احناف کے پاس تو خیر ایک دلیل موجود ہے خواہ وہ دلیل کفر کے کارخانے میں ہی ڈھل کر نکلی ہے اور کفر کے بازار سے ہی ملتی ہے مگر شیعہ حضرات کے پاس اپنے مطالبے کے حق میں سوائے اس کے کوئی دلیل نہیں ہو سکتی کہ چونکہ حنفی یہاں فقہ حنفیہ کے نفاذ کا مطالبہ کر رہے ہیں اس لئے ہم اپنی فقہ کے نفاذ کا مطالبہ کرتے ہیں اور ظاہر ہے کہ اتنی بچی تلی دلیل سوائے شیعہ کے اور کون پیش کر سکتا ہے۔؟

امرِ واقعہ

حقیقت یہ ہے کہ اس سوال کا جواب نہ پاکستان کے حنفی دے سکتے ہیں نہ اہلِ تشیع اور وہ اس سوال کا جواب دے بھی کیسے سکتے ہیں جب کہ یہ سوال ان کا اپنا پیدا کردہ ہی نہیں ہے۔

احناف کو بھی کہیں باہر سے ہی یہ کہا گیا ہے کہ تم یہ مطالبہ کئے جاؤ اور شیعہ کو بھی کہیں باہر سے ہی اس مطالبہ کے لئے تلقین کی جاتی ہے۔ پھر وہ اس سوال کا جواب کیا دے سکتے ہیں۔

امر واقعہ یہی ہے کہ یہ ساری کارروائی بیرونی اسلام دشمنوں کے پروگرام کا حصہ ہے اور وہ چاہتے ہیں کہ اس طرح پاکستانی قوم کو متصادم رکھ کر ایسے حالات ہی پیدا نہ ہونے دیئے جائیں جو اسلام کے نفاذ میں مددگار ہو سکتے ہیں اور اس طرح پاکستان میں اسلام کے نفاذ کی مہم کو ناکام کر دیا جائے۔

یعنی بقول مولانا ظفر علی خان مرحوم ؎

ہندو کی خطا اس میں نہ مسلم کی ہے تقصیر
یہ سب ہے فقط ایک برہمن کی شرارت

تیسری آواز

تیسری آواز اُن اسلام دشمن صابئین یعنی کمیونسٹوں سوشلسٹوں اور بے خدا طاغوتی عناصر کی ہے۔ جو ہمیشہ ہی اسلام کے دشمن رہے ہیں۔ دشمن ہیں اور دشمن ہی رہیں گے اسلام کا اور اُن کا معاملہ کچھ ایسا ہی ہے کہ ؎

ہم اور رقیب دونوں یکجا بہم نہ ہوں گے
ہم ہوں گے وہ نہ ہوں گے وہ ہوں گے ہم نہ ہوں گے

اس لئے اُن کے بارے میں کچھ کہنے کی حاجت نہیں یہ لوگ نہ صرف شیطان کے ایجنٹ اور اس کے آلۂ کار ہیں بلکہ خود بھی ایک شیطانی آلہ ہیں۔ ان کے فتنے کا صرف ایک ہی علاج ہے کہ حنفی بزرگ عقل سے کام لیں تاکہ یہاں اسلام نافذ ہو سکے۔

ایک نحیف آواز

پاکستانی سیاست کے اس ہنگامہ ہاؤ ہو میں کبھی کبھی ایک اور آواز بھی سنائی دیتی ہے مگر یہ آواز کمزور اور مدہم ہے۔ یہ آواز مسلک سلف

کی ترجمان جماعت اہل حدیث کی ہے۔ اس جماعت کا کہنا ہے کہ یہ ملک کتاب و سنت کے نفاذ کے لئے حاصل کیا گیا تھا اس لئے یہاں صرف کتاب و سنت کا نفاذ ہی صحیح ہے۔ اور اس کے علاوہ ہر شئے غلط ہے۔

بلاشبہ صحیح بات یہی ہے مگر المیہ یہ ہے کہ اس آواز کو بلند کرنے والے لوگ اُن آداب کو اختیار نہیں کر سکے جو اس کو مؤثر بنانے کا حقیقی ذریعہ ہیں۔

مزید تکلیف دہ بات یہ ہے کہ اس آواز کو آگے بڑھانے کے لئے ان کے سامنے کوئی باقاعدہ انقلابی پروگرام بھی نہیں ہے۔

یہ آواز نحیف اس لئے ہے کہ اس کو بلند کرنے والے لوگ انتہائی غیر منظم اور غیر محنتی ہونے کی وجہ سے خود بے حد نحیف ہیں۔ اُن کی آواز اس لئے مدھم ہے کہ وہ اپنی سہل انگاری کی وجہ سے خود مدھم ہیں اور ملک کے اندر اثر انداز ہونے کی قوت کے حامل نہیں ہیں۔ کاش یہ لوگ اپنی ذمہ داری کو بروقت محسوس کر سکیں ورنہ وقت تیزی سے گزر رہا ہے اور اس کے بعد سوائے پشیمانی کے کچھ حاصل نہ ہوگا۔

تقابلی جائزہ

احناف اور شیعہ نے اپنی اپنی آوازوں کو مؤثر بنانے کے لئے پورے ملک میں کانفرنسوں اور اجتماعات کا جال بچھا رکھا ہے اُن کی تنظیموں کے قائدین پاؤں جلی بلی کی طرح ملک کے ایک کونے سے دوسرے کونے تک دوڑ بھاگ رہے ہیں۔ ان کی تقریروں اور نعروں کی صدائے بازگشت حکومت کے ایوانوں تک میں سُنی جاتی ہے۔

ان کے اکابر کے وفود صدر مملکت سے لے کر وزیر اعظم وزرائے اعلیٰ اور دوسری ہر قابل ذکر اتھارٹی تک پہنچتے ہیں۔ اُن کے اخبارات و رسائل اپنے اپنے مطالبات کی حمایت میں ملک کے اندر منعقد ہونے والے حقیقی یا غیر حقیقی اجتماعات کی رپورٹوں سے بھرے نکلتے ہیں۔ اور وہ لوگ ہر اس کام کو سر انجام دے رہے ہیں جو کرنے کے لائق ہے۔

دوسری طرف جماعت اہل حدیث کے قائدین کے نزدیک غالباً یہی کافی ہے کہ اُن کا نظریہ نہایت درجہ پاکیزہ عظیم اور حقیقی نظریہ ہے۔ اور یہ اللہ والے لوگ اسی بات پر خوش ہیں کہ اُن کا مطالبہ برحق ہے۔ اور وہ خود برسرِ حق ہیں۔ سبحان اللہ ؎

اس سادگی پہ کون نہ مر جائے اے خدا
لڑتے ہیں اور ہاتھ میں تلوار بھی نہیں

مستقبل کے آئینے میں

فقہ جعفریہ کے نفاذ کی بات بلاشبہ ایک لطیفہ ہی تھی مگر اہلحدیث اکابر کی تغافل شعاری سست اندیشی اور سست روی کی وجہ سے اب یہ بات بھی انہونی نہیں رہ سکتی ہے اور آپ یہ سُن کر حیران ہوں گے کہ حکومت فقہ حنفیہ کے پہلو بہ پہلو فقہ جعفریہ کے نفاذ کے مطالبہ پر بھی پوری سنجیدگی سے غور کرنے لگی ہے۔ ایک تازہ خبر ملاحظہ ہو۔

" وزیر اعظم نے فقہ جعفریہ کے مطالبات اور مسائل کا جائزہ لینے کے لئے وفاقی وزراء کی سربراہی میں دو کمیٹیاں قائم کی ہیں۔ جو بعض اسلامی ممالک کا دورہ کرنے کے بعد اپنی سفارشات پیش کریں گی (نوائے وقت ۱۰ دسمبر ۱۹۸۵ء)

اب جہاں تک وضاحت کا تعلق ہے یہ بات کوئی ڈھکی چھپی نہیں ہے کہ اُن کی مہم کامیابی کی منزل کے قریب پہنچ چکی ہے اور کوئی بعید نہیں کہ حکومت یہاں اسلام اور کتاب و سنت کے نام پر فقہ حنفیہ کو نافذ کر دے لیکن ملک کے اندر آئین کے نفاذ کے بارے میں حکومت کیا فیصلہ کرتی ہے اور وہ مہم جو لوگوں سے کس حد تک متاثر ہوتی ہے یہ تو بعد کی بات ہے مگر یہ بات ابھی سے واضح ہے کہ ہماری غفلت اور کم کوشی کے سبب اب یہاں کتاب و سنت کا مستقبل کچھ زیادہ اُمید افزا نہیں رہ سکا ہے کیونکہ کتاب و سنت کے نفاذ کو روکنے والے لوگ بڑے متحرک

بڑے طاقتور اور بڑے محنتی ہیں جب کہ ان کے چاہنے والے صرف ان کے شائق ہی ہیں اُن کے لئے بے چین نہیں ہیں۔

مرحلہ کچھ ایسا آگیا ہے کہ اب کوئی آسمانی مداخلت ہی کتاب و سُنّت کے دشمنوں کی راہ روک سکتی ہے ورنہ حالات انہی کے ساتھ ہموار ہیں۔

مردے از غیب

جمعیۃ المشائخ پاکستان کے سربراہ پیر خواجہ عبدالمجید صاحب المعروف پیر صاحب دیول شریف کا ایک ایمان افروز بیان اخبارات میں آیا ہے جو انہوں نے ایک پریس کانفرنس میں دیا ہے۔

اس کانفرنس میں اُن کے ساتھ متعدد مشائخ اور بہت سے علماء حضرات بھی موجود تھے۔ پیر صاحب نے اپنی اس پریس کانفرنس میں نظامِ مصطفےٰؐ کے قیام کے لئے بڑے ہی پاکیزہ جذبات کا اظہار فرمایا اور انہوں نے اس مقصد کے لئے ہر قسم کی قربانی پیش کرنے کا اعلان کیا اور فرمایا:۔

"فرقہ دارانہ مطالبات پاکستان کی سالمیت اور بقاء کے لئے انتہائی خطرناک ہیں۔ ہمیں پاکستان کو سُنّی یا شیعہ اسٹیٹ بنانے کے بجائے صرف اور صرف نظامِ مصطفےٰؐ کے عملی نفاذ کے لئے جدوجہد کرنی چاہیئے" (نوائے وقت لاہور ۱۱ر نومبر ۸۵ء صفحہ اول)

سبحان اللہ! یہی حاصل ہے اس تمنا کا جو کہا گیا ہے کہ ؎

مردے از غیب بروں آید و کارے بکند

اے مردِ مجاہد تو کجائی تو کجائی!

گرامی قدر زعمائے اہلحدیث! کتاب و سُنّت کا نفاذ دراصل آپ کی ذمہ داری ہے اور یہ کام صرف اور صرف آپ سے ہی تعلق رکھتا ہے کہ ؎

آسماں بارِ امانت نتوانست کشید
قرعہ فال بنام منِ دیوانہ زدند

پیر صاحب کا نعرۂ حق آپ کے رہوارِ ہمت کے لئے مہمیز کی حیثیت رکھتا ہے۔ اور اگر وہ اپنے بیان کے مطابق عمل کی توفیق پاتے ہیں تو کہنا چاہیئے کہ آپ لوگ اب اس وادیٔ صعب کے تنہا مسافر نہیں ہیں یعنی ؎

گئے دن کہ تنہا تھا میں انجمن میں
یہاں اب مرے رازداں اور بھی ہیں

پس بسم اللہ کیجئے اپنی زندگی کا ثبوت دیجئے، اپنی توانائیاں جمع کیجئے کہ یہاں کتاب و سُنّت کا مستقبل آپ کی طوفاں بدوش اٹھانوں کے لئے چشم براہ ہے۔ وقت اگرچہ بہت آگے نکل گیا ہے مگر ابھی مایوسی کا مرحلہ نہیں آیا اور اگر آپ آگے بڑھیں گے تو اس کی ابھی پوری گنجائش موجود ہے۔ پس وقت کا چیلنج قبول کیجئے۔ کتاب و سُنّت کی نگاہیں آپ کو ڈھونڈھ رہی ہیں اُنہیں مایوس نہ کیجئے ؎

یہ دَور اپنے براہیم کی تلاش میں ہے
صنم کدہ ہے جہاں لَا اِلٰہ اِلا اللہ

اب جب اللہ تعالےٰ نے آپ کو اپنی باہمی چپقلش کو دُور کر دینے کی راہ پر ڈال کر ایک دوسرے کے قریب کر دیا ہے تو شاید وہ آپ سے یہی کام لینا چاہتا ہے پس سر جوڑ کر بیٹھئے اور فیصلہ کر کے اُٹھئے، عزمِ جواں کو تھامے بڑھئے اور طوفان بن کر چھا جائیے۔

میدان بالکل سامنے ہے اور آپ میدان کے کنارے پر کھڑے ہیں، اپنے اللہ پر بھروسہ کیجئے اور میدان میں کُود جائیے۔ بلاشبہ یہ مرحلہ وہی ہے جب کہا جائے مَتٰی نَصْرُ اللّٰہ! مگر سُنئیے اور اُس آواز پر کان رکھئے جو انہی مراحل پر گونجا کرتی ہے کہ اَلَا اِنَّ نَصْرَ اللّٰہ قَرِیب بلاشبہ یہ کشتی اب گرداب کی زد میں ہی ہے مگر کوئی بات نہیں ہمتِ مرداں مددِ خدا اور ؎

عجب کیا ہے یہ بیڑہ غرق ہو کر پھر اُبھر آئے
کہ ہم نے انقلابِ چرخِ گرداں یوں بھی دیکھے ہیں

یادِ رفتگاں

از مولانا عبدالعظیم انصاری
قصور

آہ ـــ صوفی عبدالرحمٰن پٹوی

صوفی عبدالرحمٰن پٹوی جو ننکانہ میں اقامت گزیں تھے۔ ۲۱ دسمبر ۸۵ء کو علی الصبح اس دارِ فانی سے عالمِ جاودانی کو رحلت فرما گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ جنازہ میں ہر مکتبِ فکر اور ہر طبقہ کے سینکڑوں لوگوں کے علاوہ شہر کی معروف علمی، دینی اور سماجی شخصیتوں کی کثیر تعداد نے شرکت کی۔ نمازِ جنازہ مولانا تاج الدین صاحب خطیب جامع مسجد اہلِ حدیث ننکانہ نے پڑھائی۔ اور شام کو انہیں ننکانہ میں سپردِ خاک کر دیا گیا۔ مرحوم قصبہ پٹی (سابق ضلع لاہور) ضلع امرتسر میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی دینی تعلیم مولانا حافظ احمد رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل کی، حافظ صاحب کو علم و فضل کے لحاظ سے بلند مقام حاصل تھا۔ قصیر القامت تھے مگر کثیر العلم اور کثیر الفہم تھے۔ حافظ عبدالرحمٰن مرحوم، صوفی صاحب اور یہ عاجز ایک ہی وقت میں حافظ صاحب موصوف سے اکتسابِ علم کرتے رہے۔ میرے ساتھ بہت قریبی اور دوستانہ تعلقات تھے۔

صوفی عبدالرحمٰن مرحوم شروع ہی سے نہایت زیرک، ذہین و فطین، معاملہ فہم اور مردم شناس انسان تھے۔ حق گوئی و بے باکی کے پیکر، اخلاق و مروّت کے مجسّمہ، خود دار اور خود آگاہ تھے۔ شگفتہ مزاج اور زندہ دل تھے۔ ان کے مکان پر احباب کی اکثر محفلیں جمتیں۔ اور ہر موضوع پر کھل کر تبادلۂ خیال ہوتا۔ مباحث میں اکثر صوفی صاحب کا پلّہ بھاری ہوتا۔ اپنی ذات میں وہ ایک انجمن تھے۔ جو بات ان کے نزدیک حق ہوتی وہ نتائج و عواقب کی پروا کئے بغیر منہ پر کہہ دیتے مخاطب خواہ کتنی بڑی شخصیت ہو۔ مداہنت، کاسہ لیسی اور مصلحت بینی ان کے لغت میں موجود ہی نہ تھی۔ ان کے اس طرزِ عمل سے ان کے اکثر قریبی احباب بھی جز بز رہتے مگر وہ اس شعر کے مصداق تھے ؎

اپنے بھی خفا مجھ سے ہیں بیگانے بھی ناخوش
میں زہرِ ہلاہل کو کبھی کہہ نہ سکا قند

اس کے باوجود ان کی دلآویز اور خوش ذوق شخصیت کی وجہ سے احباب کا حلقہ وسیع تھا۔ مرکزی جمعیت اہلحدیث پاکستان کی مجلسِ شوریٰ کے عرصہ تک رکن رہے۔ مولانا سیّد محمد داؤد غزنویؒ سے والہانہ عقیدت رکھتے تھے۔ شروع ہی سے مجلسِ احرارِ اسلام سے وابستہ رہے۔ "شاہ جی" سے بے پناہ عقیدت تھی۔ ننکانہ میں بھی سیاسی، سماجی، رفاہی اور دینی تنظیموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے رہے۔

قیامِ پاکستان پر کچھ عرصہ شیخوپورہ رہے پھر مستقل طور پر ننکانہ میں مقیم ہو گئے۔ خدا نے انہیں بے شمار صلاحیتوں اور خوبیوں سے نوازا تھا۔ عرصہ تین سال سے فالج ایسے خطرناک مرض میں مبتلا رہے۔ جس کے یکے بعد دیگرے چار بار حملے ہوئے جن کی وجہ سے نیم جان ہو چکے تھے۔ مگر صبر کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوٹا۔ دورانِ مرض اکثر احباب نے ہزاروں روپے کی پیش کش کی کہ علاج معالجہ پر خرچ کر لیں لیکن ان کی خودداری اور غیرت نے گوارا نہ کیا۔ بعض دفعہ احباب ان کے تکیے کے نیچے معقول رقم رکھ جاتے لیکن انہیں جب خبر ہوتی اپنے بیٹے کے ہاتھ واپس کر دیتے۔ بیماری کے دوران یہ عاجز دو چار ماہ بعد عیادت کے لئے جاتا رہا۔ ۲۰ دسمبر کو ایک ضروری کام کے لئے ننکانہ جانا ہوا۔ ان کی عیادت کے لئے گیا تو معلوم ہوا ایک ہفتہ سے مرض کے سخت حملہ کی وجہ سے قوتِ گویائی سے محروم ہو چکے ہیں۔ قوتِ بصارت تو چند ماہ پیشتر ہی جاتی رہی تھی۔ آخر یہ بلبلِ ہزار داستان ہماں

(باقی صفحہ ۲۲ پر)

اطلاعات و اعلانات

تبلیغی کانفرنسیں

۱:۔ انجمن اہل حدیث صدر بازار لاہور چھاؤنی کی دو روزہ سالانہ سیرت کانفرنس مورخہ ۲۱-۲۲ مارچ کو ہونا قرار پائی ہے۔ تفصیلات کا انتظار فرمائیں۔ (مولانا سردار محمد خطیب مسجد ہذا)

۲۔ انجمن اہل حدیث رجسٹرڈ خان پور ضلع رحیم یار خاں کے زیر اہتمام دسویں سالانہ دو روزہ عظیم الشان سیرت مصطفیٰ ۲۸-۲۹ مارچ ۱۹۸۶ء بروز جمعہ، ہفتہ جامعہ محمدیہ اہل حدیث محلہ خواجگان خانپور میں سابقہ روایات کے مطابق نہایت تزک و احتشام سے منعقد ہو رہی ہے۔ انشاء اللہ الرحمان۔ ملک بھر سے ممتاز و نامور محدثین۔ علماء۔ خطباء۔ شعراء۔ مفکرین۔ دانشور صحافی حضرات کی تشریف آوری متوقع ہے۔ انشاء اللہ العزیز۔ تفصیلات آئندہ (ناظم شعبہ تبلیغ ۔ فون ۴۵۵)

۳۔ بتاریخ ۴-۵-۶ اپریل بروز جمعہ، ہفتہ ۔ اتوار کمپنی باغ ڈیرہ غازی خاں میں عظیم الشان تاریخی اہلحدیث کانفرنس منعقد ہو رہی ہے۔ تفصیلات کا انتظار فرمائیں (محمد یٰسین راہی ناظم استقبالیہ)

۴۔ انجمن اہل حدیث بگڑیں تحصیل شجاع آباد ضلع ملتان کے زیر انتظام مدرسہ محمدیہ تعلیم القرآن کا ساتواں سالانہ دو روزہ تبلیغی جلسہ زیر صدارت شیخ القرآن والحدیث حضرت مولانا سلطان محمود صاحب محدث جلالپور پیر والا بتاریخ ۲۱/۲۲ مارچ ۱۹۸۶ء بروز جمعہ، ہفتہ منعقد ہو رہا ہے۔ تفصیلات اشتہار میں ملاحظہ فرمائیں (رشید احمد جاوید۔ ناظم اعلیٰ)

کل پاکستان حسن قراءت کانفرنس

جامعہ ابی ہریرۃ الاسلامیہ رینالہ خورد کے زیر اہتمام، مارچ ۱۹۸۶ء، بروز جمعۃ المبارک کل پاکستان مقابلہ حسن قراءت ہو رہا ہے جس میں ملک بھر سے اہل حدیث مدارس کے شعبہ حفظ القرآن کے زیر تعلیم طلبہ حصہ لیں گے۔ حسب پروگرام خطبہ جمعہ بقیۃ السلف حافظ محمد یحییٰ عزیز میر محمدی ارشاد فرمائیں گے۔ نماز جمعہ کے بعد حسن قراءت کا مقابلہ شروع ہوگا۔ ہر مدرسہ سے دو طلبہ حصہ لے سکیں گے بعد نماز عشاء حضرت حافظ محمد یحییٰ عزیز صاحب اول۔ دوم۔ سوم آنے والے طلبہ کو انعامات دیں گے۔ بعد ازاں مقرر شعلہ بیاں مولانا محمد علی کوٹ کیسری ایم۔ اے۔ مولانا قاری عبدالحفیظ فیصل آباد۔ مولانا محمد حسین شیخوپوری فضائل قرآن پر خطاب کریں گے۔ انشاء اللہ۔ قاری محمد اسلم صاحب گوجرانوالہ۔ قاری محمد ادریس عاصم صاحب اور قاری عزیز احمد صاحب لاہور منصفین کے فرائض انجام دیں گے (عزیز الرحمن لکھوی ناظم جامعہ ابی ہریرۃ الاسلامیہ رینالہ خورد)

اعلان

بلوغ المرام حاشیہ مولانا احمد حسنؒ چھپ گئی ہے۔ ولایتی کاغذ۔ دیدہ زیب ٹائیٹل۔

قیمت -/۳۵ روپے طلبہ کے لئے مخصوصی رعایت -/۲۵ روپے (ناظم ادارہ احیاء السنۃ النبویہ ڈی بلاک سیٹلائٹ ٹاؤن سرگودھا)

وفیات

۱۔ اہلحدیث یوتھ فورس ضلع سیالکوٹ کی مجلس شوریٰ کے رکن جناب محمد یونس صاحب قضائے الٰہی سے انتقال فرما گئے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم یوتھ فورس کے سرگرم رکن اور جذبۂ دین سے سرشار تھے۔ احباب جماعت سے گزارش ہے کہ وہ مرحوم کی مغفرت اور لواحقین کے لئے صبر جمیل کی دعا کریں (مختار احمد عثمانی)

تعمیر مسجد میں تعاون کی اپیل

موضع پیال خورد عثمان والا تحصیل و ضلع قصور میں آج تک

مسلک اہل حدیث کی کوئی مسجد نہیں۔ الحمد للہ حافظ منیر احمد مہتمم مدرسہ دار الہدیٰ محمدیہ پیال کلاں اور مولوی چراغ دین صاحب راجووالوی کی تبلیغی کوششوں سے چند گھر اہل حدیث ہو گئے ہیں مزید تبلیغ جاری ہے۔ نماز کی سخت تکلیف ہے۔ جماعت اہلحدیث کے مخیر حضرات سے پُر زور اپیل ہے کوئی اللہ کا بندہ مسجد اہلحدیث کے لیے جگہ خرید کر دے اور خدا پاک سے جنت میں گھر بنائے۔

(محمد رفیق ناظم اعلیٰ جماعت اہلحدیث پیال خورد براستہ عثمانوالہ تحصیل وضلع قصور)

اُردو نامہ

"اُردو نامہ" ایک اہم علمی، ادبی رسالہ ہے جو اُردو زبان کے فروغ کے لئے مجلسِ زبان دفتری حکومت پنجاب کی طرف سے شائع ہو رہا ہے۔ یہ سرکاری و نیم سرکاری دفاتر کے علاوہ ملک کے تمام مدیران، اہل علم و قلم کی خدمت میں بھی بھیجا جا رہا ہے۔ اس میں انگریزی زبان کی دفتری اصطلاحات اور معمولات کے اردو مترادفات شائع کئے جاتے ہیں۔ جو سرکاری خط و کتابت میں رہنمائی کا کام دے سکتے ہیں۔ اُمید ہے جب سرکاری دفاتر میں باقاعدہ اُردو زبان رائج ہوگئی تو اس رسالے کی مدد سے بہت کام کیا جا سکے گا (ادارہ)

اعلان لاتعلقی

جمعیت اہل حدیث منڈی بہاؤ الدین ضلع گجرات کے زیر اہتمام کئی مسجد اہلحدیث اور دار العلوم مدنی اہلحدیث رسول روڈ منڈی بہاؤ الدین میں چل رہے ہیں۔ اب کچھ عرصہ سے صوفی عبد العزیز لنڈن ٹیلرز نے ایک علیحدہ مدرسہ جامعۃ العلوم المدنیۃ / المدنی اپنے طور پر کھول لیا ہے اور اس مدرسہ کے سفیر بن کر احباب جماعت سے چندہ وصول کر رہے ہیں۔ یہ ادارہ مسلک اہل حدیث کا ادارہ نہیں ہے۔ جمعیت اہل حدیث ضلع گجرات کی طرف سے باضابطہ اعلان کیا جاتا ہے کہ ضلعی جمعیت کا اس مذکورہ ادارہ سے قطعی طور پر کوئی تعلق نہیں ہے بلکہ یہ ادارہ اصلاح و ترقی سوسائٹی قاسم آباد کے زیر اہتمام چل رہا ہے۔ لہٰذا ملک بھر کے احباب جماعت کو مذکورہ ادارہ کے کسی بھی سفیر سے کسی قسم کا تعاون نہ کرنے کی اپیل کی جاتی ہے۔ (عبد الواحد سلفی ناظم جمعیت اہل حدیث ضلع گجرات و دیگر مقامی و ضلعی اکابرین)

پاکستان میں جلد از جلد اسلامی نظام نافذ کیا جائے

خطیب جامع مسجد اہل حدیث بالاکوٹ مولانا محمد صدیق صد[illegible] صاحب نے کہا ہے کہ نفاذِ اسلام کے نام پر منتخب ہونے والے نمائند[ے] اسمبلی میں نفاذِ اسلام کا مطالبہ کریں، اگر ان میں یہ جرأت نہیں تو و[ہ] مستعفی ہو جائیں کیونکہ ہمیں ایسے نمائندوں کی کوئی ضرورت نہیں جو اسلا[م] کا نام لیتے ہوئے شرم محسوس کریں۔ قاری محمد اسحاق طاہر نے جمعیت کے ایک اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ اگر حکمران اسلامی نظا[م] کے نفاذ میں ناکام ہیں تو پھر انہیں کوئی اختیار نہیں کہ وہ اسلامی ملک کے حکمران بنیں بلکہ ہمیں ایسے حکمران کی ضرورت ہے جو ملک میں اسلامی نظام کو نافذ کرے (فخر زمان مغل جنرل سیکرٹری جمعیت اہلحدیث بالاکو[ٹ])

ایک نوجوان ہندو کا قبول اسلام

سابقہ نام پنوں ولد سنگھارٹیو بھیل نے اپنا مذہب ہندو چھوڑ کر مذہب اسلام قبول کیا۔ جس کا اسلامی نام محمد علی شیخ رکھا گیا ہے۔ جو سنجھورو ضلع سانگھڑ میں ہے۔ اس[ے] حافظ خطیب مسجد اہلحدیث سنجھورو کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا اب وہ ہمارے مدرسے میں دینی تعلیم حاصل کر رہا ہے اس کی استقام[ت] کے لئے سلفی جماعت اہل حدیث اللہ تبارک و تعالےٰ سے دعاء کر[یں]

(محمد عثمان جلالانی مہتمم مدرسہ محمدیہ اہلحدیث گوٹھ لعل خان جلالان[ی])

بقیہ ۔ صوفی عبد الرحمٰن پٹوی

میری موجودگی ہی میں خاموش ہو گیا۔ اور ۲۱ دسمبر کو آخرت کے طویل سفر پہ روانہ ہو گیا۔ اپنے پیچھے ایک بیوہ، چار بیٹیاں اور ایک بیٹا سوگوار چھوڑ گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ خدا بخشے بہت سی خوبیاں تھیں مرنے والے میں

کشمینا
اُون
کشمینا اُون جیسی کوئی اُون نہیں
حاجی محمد ابراہیم اینڈ سنز
۶۲۔ شاہ عالم مارکیٹ، لاہور
فون - ۶۶۱۳۵ - ۳۲۴۶۸۲ - ۳۲۴۱۹۰

مسلکِ اہلِ حدیث
کی حقانیت پر تاریخی کتاب
حقانیت مسلکِ اہلحدیث
حصہ اول
چھپ گئی ہے
مقلدین و مخالفین کے اعتراضات کے
دندان شکن جوابات
تاجروں اور زیادہ تعداد میں منگوانے والوں کے لیے خاص رعایت
صوفی سلیمان امیر اہل حدیث عالمی تبلیغی تحریک
منڈی راجووال تحصیل دیپالپور ضلع اوکاڑہ
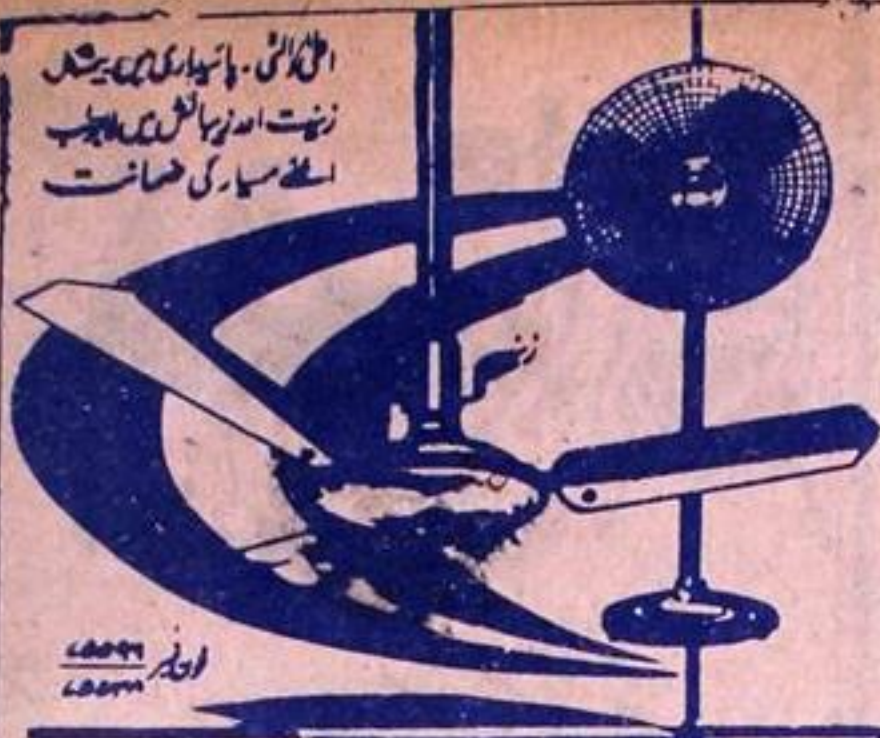
طابع: چوہدری عبدالباقی نسیم • مطبع: اومنی پرنٹرز، لاہور • ناشر: محمد عطاء اللہ حنیف • مقامِ اشاعت: شیش محل روڈ، لاہور